

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

## چوتھا ریکوڈ یشنا ڈا جلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 جولائی 2013ء بمقابلہ 19 رمضان المبارک 1434ھ پروز سوموار۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	02
2	نو منتخب رکن اسمبلی محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ کی حلف برداری۔	03
3	بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو صدر پاکستان کے مجوزہ انتخاب کیلئے پونگ ایشن قرار دینے کی تحریک۔	03

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 جولائی 2013ء بمقابلہ 19 رمضان المبارک 1434ھ برداز سوموار بوقت شام 06:00 بجھر 10 مٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ح وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنِّي هَدَيْتُنِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ ح دِينًا قِيمًا مَلَةً إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ح وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾

﴿١٦١﴾ پارہ نمبر ٨ سورہ الانعام آیات نمبر ٩، ١٥، ١٢١

ترجمہ: جنہوں نے راہیں نکال لیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سے فرقے، تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں، انکا کام اللہ ہی کے حوالے ہے، پھر وہی جتنا گا انکو جو کچھ وہ کرتے تھے۔ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی سوائے لئے اسکا دس گنا ہیں، اور جو کوئی لاتا ہے ایک بُرا ہی سوزرا پایگا اسی کے برابر، اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ تو کہہ دے مجھکو سُجَاجی میرے رب نے راہ سیدھی، دین صحیح، ملکت ابراہیم کی، جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں۔ وَمَا عَلَمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

**جناب اسپیکر:** سُمِ اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ میں نو منتخب کرن اسمبلی محترمہ عارفہ صدیق صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی نشست پر کھڑی ہو کر میری تقیید میں رکن اسمبلی کا حلف اٹھائیں۔

(جناب اسپیکر صاحب نے نو منتخب کرن اسمبلی سے حلف لیا۔۔۔ ڈیک بجائے گئے)

**جناب اسپیکر:** مبارک ہو۔ دستخط کرادیں رجسٹر میں۔ اب میں جناب سنتو ش کمار کو floor دیتا ہوں کہ وہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء کے قاعدہ نمبر 225 کے تحت ایجنسٹ میں مندرج تحریک پیش کریں۔

### تحریک

**جناب سنتو ش کمار:** جناب اسپیکر! میں سنتو ش گمار، رکن صوبائی اسمبلی، بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء کے قاعدہ نمبر 225 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ”بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو صدر پاکستان کے موجودہ انتخاب کیلئے پونگ ایشیشن قرار دینے کی غرض سے اسمبلی قواعد و انضباط کا رکے قاعدہ نمبر 231 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے“۔

**جناب اسپیکر:** تحریک یہ ہے کہ ”بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو صدر پاکستان کے مجوزہ انتخاب کیلئے پونگ ایشیشن قرار دینے کی غرض سے اسمبلی قواعد و انضباط کا رکے قاعدہ نمبر 231 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے؟ کیا تحریک منظور ہے؟ (تحریک منظور ہوئی) جناب سنتو ش کمار صاحب! اگلی تحریک پیش کریں۔

**جناب سنتو ش کمار:** میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو مورخہ 30 جولائی 2013ء صبح 10:00 بجے تا اختتام انتخاب صدر، سہ پہر 00:30 بجے تک پونگ ایشیشن قرار دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک یہ ہے کہ ”بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو مورخہ 30 جولائی 2013ء صبح 10:00 بجے تا اختتام انتخاب صدر، سہ پہر 00:30 بجے تک پونگ ایشیشن قرار دیا جائے“۔

آیا تحریک منظور ہے؟ منظور ہے جی۔ (تحریک منظور ہوئی) بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو مورخہ 30 جولائی 2013ء صبح 10:00 بجے تا اختتام صدارتی انتخاب، سہ پہر 00:30 بجے تک پونگ ایشیشن قرار دیا جاتا ہے۔ ایکشن کمیشن کی ہدایت کیمطابق صدارتی انتخاب کے موقع پر موبائل فون، کیمرہ وغیرہ پونگ ایشیشن میں لانا منوع قرار دیا گیا ہے۔ لہذا تمام معزز ارکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ اس موقع پر موبائل فون اور کیمرہ وغیرہ اپنے ساتھ نہ لائیں۔

**جناب اسپیکر:** جی نصر اللہ صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیری:** جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ ویسے تو میں نے آج جو واقعہ ذکر کرنا ہے۔ اُس کیلئے میں نے تحریک انداز بھی جمع کرائی تھی۔ جسکی کا پیاس بھی میں نے صحیح ہی بیہاں پہنچا دی ہیں۔ جناب اسپیکر! میں اس ایوان کی اور بالخصوص وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ یہاں حکومت بنی، اس منتخب حکومت میں تین coalition partners ہیں۔ اور اس حکومت کی ترجیحات میں سب سے پہلا کام امن و امان کا قیام ہے۔ اور جو کا بنیادی عنصر Para military Forces اور Police ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے کچھِ ڈنول سے ایسے واقعات ہو رئے ہیں۔ اور بالخصوص 27 اور 28 جولائی کی رات کو میرے ہمسائے کے گھر پر، میں خود وہاں موجود تھا۔ پولیس کی گاڑیاں بھاری تعداد میں آئیں۔ جب میں نے S.H.O صاحب سے پوچھا کہ بابا! کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا ”کہ یہاں 302 کا ایک ملزم ہے، اُسکی گرفتاری کے لئے ہم آئے ہیں“، میں نے جب نام پوچھا، تو انہوں نے غلط نام بتایا۔ میں نے کہا کہ بابا! آپ لوگ غلط جگہ پر آگئے۔ جس بندے کی آپ کو تلاش ہے۔ وہ دراصل اس area میں ہے نہیں۔ وہ پشتون آباد پولیس اسٹیشن کے area میں رہتا ہے۔ اور سٹیلائرٹ ٹاؤن کے S.H.O کے اُس بندے کے ساتھ ہوتا ہی اپنے تعلقات بھی ہیں۔ میں نے جب یہ سُنا۔ میں وہاں اُنکے گھر تک گیا۔ شاہ ولی جس کے گھر پر پوچھا پڑا تھا۔ تو پہلے اُسکے گھر میں A.T.F والے گھس گئے۔ وہاں انہوں نے توڑ پھوڑ کی۔ الماریاں توڑ دیں۔ بچوں کو پاؤں تلے روندا گیا۔ ایک معصوم 9 ماہ کی بیٹی وہاں بیہوش ہو گئی۔ تو میں نے S.P سے کہا کہ دیکھو! میں ایک M.P.A ہوں، یہ میرا گھر ہے۔ تو آپ لوگ کم از کم مجھ سے پوچھ لیتے، بعد میں پتا چلا۔ گھر کی خواتین نے کہا ”کہ لیدی کاشٹبل اور ایک سب انسپکٹر نے الماری توڑ کر وہاں سے ساڑھے 4 لاکھ روپے نکال کر لے گئے۔“ میں نے S.P سے کہا ”کہ بابا! پیسے کہاں گئے؟ انہوں نے کہا ”کہ ہم نے تو نہیں اٹھائے ہیں“۔ تو وہاں خاتون نے ہیڈ کاشٹبل سے کہا ”کہ آپ نے یہاں سے اٹھائے ہیں“۔ لیدی کاشٹبل نے کہا ”نہیں! سب انسپکٹر نے مجھ سے پیسے چھین لیئے“۔ تو جناب اسپیکر! اسی طرح 25 اور 26 جولائی کی رات کلی بلیں میں، وہاں حاجی عبدالخالق اچکزی صاحب جو چیبر آف کامرس کے ممبر ہیں، بہت ہی شریف آدمی ہیں۔ اُنکے گھر پر F.C والوں کا چھاپ پڑا۔ وہاں بھی انہوں نے فائزگنگ کی۔ اور گھر کی الماریاں توڑ دیں۔ وہاں سے انہوں نے سونے کا پورا سیٹ، موبائل فون، دو گھڑیاں اور ایک لائسنس یافتہ Pistol لیکر گئے۔ جب ہم نے F.C والوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا ”کہ ہمیں غلط information آئی تھی“۔ اور میرے محلے کے واقعہ میں بھی S.P نے کہا ”کہ ہمیں غلط information آئی تھی“۔ میں نے کہا آپ کا میں ایک او اس wanted

شخص کا بڑا دوست ہے۔ جناب اسپیکر! یہ میرے سامنے ہوا ہے، میں اس کا حجم دید گواہ ہوں۔ پھر انکی فیملی والے پریس کلب کے سامنے مظاہرہ بھی کیا۔ جناب اسپیکر! اگر پولیس کو، مجرموں کو پکڑنے کا بہت ہی شوق ہے تو میرے پاس یہ لست پڑی ہوئی ہے۔ میں صرف 5-PB کا، وہاں پانچ تھانے آتے ہیں۔ سریاب سرکل، سٹیلا نٹ ٹاؤن، نیو سریاب، شالکوٹ اور کچی بیگ۔ گزشتہ دس، پندرہ دن کے figures میرے پاس پڑے ہوئے ہیں کہ وہاں سے 85 موڑ سائیکلیں 6 گاڑیاں Gun point پر چھینی گئی ہیں۔ منشیات کے وہاں 24 سے زیادہ اڈے ہیں۔ اور میں نے علاقہ S.P/A.S.P کو لکھ کر دیا ہوا ہے۔ لیکن وہاں تو کوئی نہیں جاتا۔ اسلیئے کہ انکو monthly ہوتی ہے۔ ہر ساتی خانے والا انکو monthly دیتا ہے۔ تو میں آج اس floor کے توسط سے، جناب اسپیکر! آپکے توسط سے ۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** رمضان میں ساتی خانے والوں کی sale کیا ہو رہی ہے؟

**جناب نصراللہ خان زیری:** بالکل ہو رہی ہے۔ اتنا بڑا دھنہ چل رہا ہے۔ سارے نوجوان بیچارے نے میں ڈوب گئے ہیں۔ تو زیر اعلیٰ صاحب سے میں request کرتا ہوں۔ کہ سٹیلا نٹ ٹاؤن کے A.S.P اور S.H.O کوفروں طور پر معطل کیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انکی تختا ہوں سے یہ ساڑھے 4 لاکھ روپے، جو متاثرہ شخص ہے۔ جسکے گھر سے یہ چوری کر کے لے گئے ہیں، کافی جائیں۔ اور اسی طرح حاجی عبدالخالق اچکزی کے ساتھ جو واقعہ ہوا۔ انکی اتنی بد نامی، اتنی بے عزتی ہوئی۔ انکے گھر سے سونا چراک لے گئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ بلیں کلی آدوزی بالکل چیک پوسٹ کے سامنے ہے۔ تین، چار سال پہلے وہاں shift ہوئے ہیں۔ اب اس قسم کے واقعات شریف لوگوں کے ساتھ، ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ہماری حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ ایسے آفسران کا محاسبہ فوری طور پر ہونا چاہئے۔ انکی عدالتی inquiry بھی ہونی چاہیے۔ اور فوری طور پر محکمانہ کارروائی ہونی چاہیے۔ اسی طرح بلیں میں ایک بندے کا قتل بھی ہوا۔ جسے پولیس نے کیا۔ اُسکی I.R. ابھی تک درج نہیں ہوئی ہے۔ Thank you very much, Mr.Speaker.

**جناب اسپیکر:** جی جی۔ مولانا واسع صاحب! اب آپ۔ اس طرح اور بھی بہت سے مسئلے اُٹھے۔ میرا خیال ہے ٹریشوری پیپرز کی خود، M.C صاحب پارلیمانی گروپ کی میٹنگ بُلا لیں گے۔ اُس میں بہت سی چیزیں وضاحت ہو گی۔ منظور کا کڑ صاحب! میرا خیال ہے اب یہ اپنے پارلیمانی گروپ کے، مولانا واسع صاحب! ایک منٹ! آپ تشریف رکھیں۔

**جناب منصور احمد خان کا کڑ:** اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے جناب اسپیکر صاحب! آپ کا شکر یاد کرتا ہوں۔

اور new منتخب کن محترمہ عارفہ صدیق صاحب کو مبارکباد دینا ہوں۔ جناب اسپیکر! نصراللہ زیرے صاحب نے بات کی بلیلی میں جس بندے کو قتل کیا گیا تھا، وہ افطاری کے وقت اپنے گھر جا رہا تھا۔ لیکن اُسے بیناہ شہید کیا گیا۔ پھر اُسکے خلاف حکمانہ، چاہے وہ D.S.P ہو، چاہے وہ S.H.O ہو، چاہے وہ F.I.R Lodge ہوئی نہیں ہوئی۔ اسی طرح چشمہ اچوزی میں ایک اور واقعہ ہوا۔ C.F کی طرف سے غلط information تھی۔ انہوں نے raid کیا۔ گھر پر چھاپ مارا۔ گھر کے اندر، چار دیواری کی جو ہم لوگ عزت کرتے ہیں، اس کو پامال کیا گیا۔ اور وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا۔ ایک لائنس یافتہ Pistol نقدی، زیورات اور تین بندے بھی لے گئے۔ تو ہم کے توسط سے، وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی request کرتے ہیں کہ اُنکے خلاف حکمانہ کا روای ہونی چاہیے۔ اگر اس شہر کے یہی حالات رہے۔ تو کافی مسئلے مسائل اور پیدا ہو جائیں گے۔ جناب اعلیٰ! اس شہر کے حوالے سے، خاص کرواؤ پڈا کے حوالے سے میں بات کرتا چلوں کہ کچلاک، پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ کوئی ڈسٹرکٹ کے اندر ہے۔ جہاں اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے۔

**جناب اسپیکر:** آپ صرف ایک مسئلے کو take up کریں۔ مولانا صاحب نے بھلی کا مسئلہ take up کیا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** نہیں اُسمیں مسئلہ، اس سے پہلے بھی بات ہوئی تھی جناب اسپیکر! ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اسکو۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** مجید خان! آپ please تشریف رکھیں۔

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** ہم نہیں کہتے ہیں کہ اس پر action نہیں لیا جا رہا۔ جناب اسپیکر! ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کوئی ڈسٹرکٹ میں ہے۔ جیسے شہر میں پانچ چھ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ تو کچلاک اور بلیلی بھی کوئی میں ہیں وہاں بھی اتنی لوڈ شیڈنگ ہونی چاہیے جناب اسپیکر!

**Mr . Speaker:** Thank you .

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** ہم اس ایوان کے توسط سے آپ سے یہی گزارش کرتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی، جی۔

**جناب عبدالجید خان اچکزئی:** آپ کی یہ تجویز صحیح ہے کہ C.M صاحب full fledged مینگ بُلا نہیں۔ جسمیں آئی جی F.C کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ ہر صلح میں مطلب دونوں ایجنسیوں کی طرف سے لوٹ مار

کا سلسلہ شروع ہے۔ ہم اُسکو identify کر لیں گے کہ کیا کیا ہورہا ہے۔ قلعہ عبداللہ جو 20 لاکھ آبادی کا ضلع ہے۔ کوئٹہ کے بعد سب سے بڑا ضلع ہے۔ ہم چمن بارڈر سے کوئٹہ شہر تک 35 چیک پوسٹوں میں سے گزرتے ہیں۔ اور ان چیک پوسٹوں پر لوگ پیسہ دے کر کے گزرتے ہیں۔ لوٹ مار مچی ہوئی ہے۔ عام لوگ سڑک پر نہیں جاسکتے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! سب سے بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ پرانیویٹ چیک پوسٹ میں اور وہ پر چیاں دیتے ہیں۔ ”کہ یہ clearance ہے“۔ اور یہی چیک پوسٹ والے جو پر چیاں دیتے ہیں۔ یہ F.C. والے دیکھتے ہیں ”کہ پرچی کے بغیر آئے ہو“۔ ابھی تقریباً ایک ہفتگہ گزر ہے۔ جن گاڑی والوں کو پر چیاں نہیں دی ہیں اُنکے اوپر فائزگ کی ہے۔ سعید کراس اور قلعہ عبداللہ بازار 18 کلومیٹر کا راستہ ہے۔ ہر ٹرک والے سے، افغان بارڈر سے Central Asia سے trade ہو رہی ہے۔ 50 سے 70 ہزار روپے per ٹرک وہ لوگ کشمکش کو duty دیتے ہیں۔ اُسکے بعد پھر یہ 70 سے 80 ہزار روپے تک یہ Levies، F.C. اور Police۔ اور سب سے بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ پولیس جو ہے تربوزے اور فروٹ کی گاڑیوں کو check کریگی۔ مطلب لوٹ مار ہے۔ اس پر ایک full fledged meeting ہونی چاہیے۔ ہم سب اپنے مسائل بیان کریں گے۔ wanted لوگ ہیں۔ F.I.R پڑی ہوئی ہیں۔ اتنی اینجنسیاں لگی ہیں۔ مطلب protection کی بجائے وہ لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کوئٹہ شہر میں آپ دیکھ لیں۔ 27 لاکھ آبادی کی insult ایک دن میں ہر بندے کی 20 مرتبہ ہوتی ہیں۔ یہ F.C کی سپاہی جس طریقے سے کہتا ہے ”کہ نیچے اترو“۔ یہ کو ناطریقہ ہے؟ سب کو پتا ہے کہ کون لوگ criminal activities میں involve ہیں۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں۔ بلیں پر چیک پوسٹ، کلی عالم پر چیک پوسٹ۔ پہلے سروں کمیشن کے سامنے چیک پوسٹ۔ پھر یہاں چیک پوسٹ، پھر وہاں چیک پوسٹ۔ مطلب چیک پوسٹ والے کارکشے والے کے ساتھ ٹھیک ہے آپ دیکھ لیں، آپ کو شک ہے۔ آپ اُس پر بات کر لیں۔ مطلب اگر ہم اس پر خاموش ہیں گے کچھ نہیں بولیں گے۔ C.M. صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت بڑی نفرت ہے۔ ہر بندہ کی اپنی عزت ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ کس طریقے سے مجھے رکشے سے نکلا جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ہے۔ اور اُسکے ساتھ ہی اینجنسیوں کی دس، دس راہداریوں والی گاڑیاں گزرتی ہیں۔ اسکے اوپر بات کریں گے۔ یہ بڑے بڑے جلوس جو انہوں نے اسلیے کی راہداریاں دی ہوئی ہیں، کس لیئے دی ہیں؟ یہ سارے جن کے پاس راہداریاں ہیں۔ یہ تمام لوگ involve criminal activities میں ہیں۔ یہ انہا براۓ تاوان میں involve ہیں۔ یہ قتل cases کے میں involve ہیں۔ یہ ساری Agencies کی رپورٹ ہے۔

**جناب اپسیکر:** Thank you جی۔ جی مولانا عبدالواسع صاحب! floor آ پکے خواں ہے۔

**مولانا عبدالواسع (قاائد حزب اختلاف):** شکریہ جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں، جن ممبر صاحبان نے حلف لے لیا ہے میں انکومبار کباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ جناب اپسیکر! میں نے ایک تحریک التوا بھی جمع کر دی ہے۔ لیکن آپ نے technical بنیادوں پر کہا کہ آج پوائنٹ آف آرڈر پر آپ وہ پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن با قاعدہ، کیونکہ اپسیکر کا بُلا یا ہوا جلاس ہے۔ جناب اپسیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر چیف منٹر کے اور تمام House اور آپکے توسط سے، کہ بلوچستان میں بھلی کی حالت، جیسے آج منظور خان صاحب نے کوئی کافی نفع پیش کیا۔ اب بھی کوئی میں تین یا چار گھنٹے ہمیں بھلی کبھی کبھار مل جاتی ہے۔ لیکن جناب اپسیکر! بلوچستان کے تمام اضلاع میں، جہاں زرعی علاقے ہیں۔ قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف، پشین، ثروب، قلات، خضدار اور مستونگ۔ ان علاقوں میں حالت یہ ہے کہ لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا۔ اور دس، پندرہ دن گزر گئے ہیں کہ ٹاور اڑایا گیا ہے۔ وہ تو اڑتا رہتا ہے۔ لیکن اُنکے بننے کیلئے باقاعدہ انتظامات ہوتے، کوئی ٹاسک فورس بنانی جاتی۔ اور وہ ایک، دو یا ہلکا ہے۔ تو جناب اپسیکر! اب یہ حالت ہے، ہم کس کے پاس جائیں؟ ڈاکٹر صاحب اگر اس پر توجہ دے دیں کہ ہمارے صوبے میں یہ حالت ہے۔ کیونکہ ہر وقت ٹاور اڑ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے ایک مخصوص ٹاسک فورس ہو۔ اور وہ وہاں جا کر clear کر لے۔ اور ہمکاروں کیلئے اور بنانے والوں کیلئے۔ تاکہ وہ بن جائیں۔ ابھی جناب اپسیکر! پورے صوبے میں یہ حالات ہیں، تمام اضلاع کے نمائندے ادھر بیٹھے ہیں۔ وہاں کے باغات خشک ہو گئے ہیں۔ جناب اپسیکر! لوگوں کو اربوں کا نقصان ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں ہم یہ House، جو منتخب نمائندے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو خوشحالی، امن اور ترقی دیں گے۔ اب ایک شخص جس نے میں، پچیس سال محنت کر کے باغ تیار کیا اور کروڑوں روپے اس پر خرچ کئے۔ اور وہ پندرہ دن کے اندر بالکل ختم ہو۔ پہلے جناب اپسیکر! ٹاور اڑاتے تھے، دھماکے ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی کم از کم چھ گھنٹے یاد گھنٹے بھلی میں جاتی تھی۔ اب صرف ایک گھنٹہ، میں کل قلعہ سیف اللہ گیا تھا جناب اپسیکر! وہاں سارے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں، لوگ گندہ پانی جودس، پندرہ دن سے تالابوں کے کناروں میں پڑا ہے، پینے کیلئے لے جا رہے تھے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ ایک تمرکز کی طرف سے جو ہمارے ساتھ زیادتی ہے، لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے۔ وہ تو مرکز کی ہے۔ اب ہم اپنے، جو ہماری enforcement law ایجنسیاں ہیں۔ جیسے نصر اللہ زیرے صاحب نے کہا۔ میں انکا شکر گزار ہوں۔ حکومت کا یہ مطلب نہیں کہ اُن بدمعاشوں کی پرده پوشی

کرے، جو عوام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ لوگوں کے گھروں کی تلاشی تو لے لیتے ہیں۔ انکی عزت بھی لوٹ لیتے ہیں اور انکے پیسے بھی اٹھا کے لے جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو قانون نافذ کرنے والے ادارے اور مقدس ادارے کہتے ہیں۔ جب کوئی ان سے کہے تو پھر عدالتیں بھی حرکت میں آ جاتی ہیں ”کہ کیوں بند کردیا۔ اس پر کیوں کارروائی ہو گئی؟“ تواب ہم لوگ کہدھر جائیں؟ یعنی جب لوگ یہ نہیں کر سکتے۔ وہاں ٹاور کے تحفظ یا انکے بنانے کیلئے کوئی بندہ تیار نہیں ہے۔ ادھر ہمارے گھروں پر چھاپے مارنے کیلئے، ہماری عزت لوٹنے کیلئے، ہماری دولت کو لوٹنے کیلئے وہ تیار ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب اپیکیر! حالات تو اتنے بدتر ہیں۔ کچھ ہمارے دوست کبھی کبھار اس پر ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔ اور میں ڈاکٹر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ حکومت میں شامل جتنے بھی اراکین ہیں، میں انکا احترام کرتا ہوں۔ تمام سیاسی جماعت یہ میز ز لوگ ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بہانہ کوئی ہو کہ اگر ہم دھماکے کے حوالے سے ادھر روٹ پیش کر لیں تو وہاں سے جواب یہ ملتا ہے ”کہ سابق حکومت میں یہ ہوتا، تو میں کم از کم حاضر ہوتا“۔ اگر آپ ڈیکٹی کے بارے میں کوئی بات کر لیں تو کہتے ہیں ”کہ سابقہ حکومت میں یہ ہوتا، تو ادھر یہ چار لاکھ، پہلے دس لاکھ“۔ تو دس لاکھ لینا بھی رُوا کام ہے اور چار لاکھ لینا بھی۔ اور کسی معصوم اور کسی پر وہ دار گھر کے۔ نصر اللہ زیرے نے جو تجویز پیش کی ”کہ چار لاکھ روپے انکی تنخواہ سے کاٹ دیے جائیں“۔ میں سمجھتا ہوں انکی تنخواہ سے تو چلوکٹ جائیں گے۔ لیکن اس گھر کی بے عزتی، اُسکی بے قدری، اُسکی بے پر دگی، اُسکے بچوں پر جو بے ہوشی آئی۔ تو یہ کس سے کاٹ لیتے ہیں اس کا ازالہ کیسے ہوگا؟ تو جناب اپیکیر! میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات پر وزیر اعلیٰ صاحب اور حکومتی ادارے ذرا توجہ دیدیں۔ جناب اپیکیر! حالت یہ ہے۔ آپ خود ایک علاقے سے آئے ہیں۔ اور آپ اپنے علاقے کی حالت یا تمام اراکین جن جن علاقوں سے آئے ہیں۔ لوگ اب ڈاکوؤں سے نہیں ڈرتے ہیں۔ انکی پریشانی یہ ہے ”کہ کب میرے گھر پر چھاپے پڑے گا۔ اور چھاپے کے بہانے میرے گھر سے پیسے اور زیورات اٹھا کے لے جائیں گے“۔ تو آب جناب اپیکیر! ڈاکے کس طرح ڈال رہے ہیں؟ پہلے ڈاکوؤں سے تو آپ اپنے آپ محفوظ کر سکتے تھے۔ پہلے دن بھی میں نے ذکر کیا۔ جناب اپیکیر! اب چھاپے کے بہانے لوگوں کو لوٹنا ڈاکوؤں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ جب کسی کے گھر پر ڈاکہ کہ ڈالتے ہیں تو کہتے ہیں ”کہ ہم خفیہ ایجنسیوں کے لوگ ہیں۔ ہم اداروں کے لوگ ہیں۔ وہاں سے ہمیں روپورٹ ملی ہے۔ ہم صرف چھاپے لگا رہے ہیں کچھ مطلوبہ لوگوں کو ڈھونڈ رہے ہیں“۔ لیکن اس بہانے سے جب پورا گھر کا صفائی کر کے چلے جاتے ہیں، تو معلوم ہو جاتا ہے یہ ڈاکو ہیں۔ آب وہاں گھروالے انکا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ سمجھ رہے ہوئے کہ یہ آرمی کے یا C.F.C کے

یا پولیس کے لوگ ہوں۔ ان سے پھنگنا نہ لیں، ”تو جناب اسپیکر! میں چیف منٹر صاحب سے انتہائی ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ ایک اس طرح اہم اجلاس کر کے کہاگر کوئی، میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ کسی مجرم پر چھاپنہ مارا جائے۔ اس کو گرفتار نہ کیا جائے۔ لیکن اب تک کسی مجرم پر کسی نے ہاتھ ڈالا ہے نہ کسی نے کپڑا ہے۔ جیسے مجید خان صاحب نے کہا۔ یعنی ایک سال پہلے مجھے کسی دوست نے کہا ”کہ آب مسئلے کا حل کیا ہے؟“ تو میں نے اُن سے کہا کہ مسئلے کا حل یہی ہے کہ راہداریاں جو آپ نے دی ہیں۔ جو پرمٹ آپ نے دیئے ہیں۔ وہ کارڈ دھکا کر چیک پوسٹ والے انکو چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ یہ ساری راہداریاں cancel کر دیں جو کارڈ آپ لوگوں نے دیے ہیں وہ کنسسل کر دیں پھر پتا چل جائیگا کہ مسئلے کیا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم، سیاسی جماعتیں اس معاملے میں تو میرے خیال یکسانیت رکھتی ہیں۔ ساروں کے ایک ذہن ہے یکسانیت ہے۔ کیونکہ سارے علاقوں سے نمائندے ہو کر کے آئے ہیں۔ سارے علاقوں کے دردار غم اور وہاں کی مشکلات انکو معلوم ہیں۔ تو میری تمام House سے یہ گزارش ہے۔ حکومتی ارکان ہوں۔ زیادہ تر حکومتی ارکان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کیونکہ پالیسیاں تو وہی بناتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر پر مینٹنگ وہی کرتے ہیں۔ اور انکی ترجیحات وہی متعین کرتے ہیں۔ اور enforcement law ایجنسیاں انکو جوابدہ ہوتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انکو قابو کیا جائے۔ اب اگر ہم ادھر افسروں کی صفتیں کر کے کہ فلاں اتنا چھا افسر ہے۔ لیکن اُسکی خرابیاں بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکو قابو کرنے کیلئے، لوگ اب اتنا پریشان ہیں جناب اسپیکر! ایک طرف تو بھلی کی لوڈ شیڈنگ۔ اب لوڈ شیڈنگ نہیں بلکہ بھلی ختم ہو گئی ہے۔ باغات ختم ہو گئے ہیں۔ انکے جور و وزگار اور بیچوں کیلئے جو کمانے کیلئے سال بھر انہوں نے جو فصل تیار کی وہ ختم ہو گئی۔ لوگوں کو اربوں روپے کے نقصانات ہو گئے۔ دوسری طرف ان پر چھاپے لگ رہے ہیں۔ اور اگر انکے گھر میں کچھ ہے تو پولیس اور F.C کے حوالے سے وہ مقدس فرشتے ان سے لیکر جاتے ہیں۔ پھر وہ انکو کچھ کہہ سکتا ہے نہ انکے بارے میں بات کر سکتا ہے۔ اگر وہ کوئی بات کرے تو اُس پر دوسرا مقدمہ بناتے ہیں۔ پھر تیسرا مقدمہ بناتے ہیں۔ اور بھلی کے حوالے سے جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب سے میری گزارش یہ ہے کہ بھلی کو بحال کیا جائے۔ جو بھی آپکے پاس forces ہیں۔ ان کو کوئی سے نکال کر اُن سے کہہ دیں کہ کوئی نہ کو اللہ کے حوالے کر کے جا کر بھلی کو قوم از کم بحال کر لیں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔

**مولانا عبدالواسع (قاائد حزب اختلاف):** ٹاورز کو بحال کرو۔ اور اسکے بعد جوڑا کے پڑ رہے ہیں پولیس نما اور فوجی نما۔ ان پر پابندی لگائی جائے جناب اسپیکر!

**جناب اپسیکر:** شکریہ جی۔ سرفراز بگٹی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب! انہوں نے پہلے request کی تھی۔ پھر رحیم زیارت وال صاحب ہیں، انکے بعد۔ پھر میں کوشش کروں گا آغا لیاقت پھر C.M صاحب سمیٹ لیں چیزوں کو۔

**میر سرفراز احمد بگٹی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں، بلوچستان میں جو آمن و امان کی مخدوش صورتحال ہے۔ پچھلے دنوں میں دو، تین جو واقعات ہوئے ہیں، انکے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ بلیدی صاحب بیٹھے ہیں، انکے بھتیجے کو بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ پھر ہمارے ایک Ex Minister، وہ پچھلی حکومت میں یہاں بیٹھے ہوتے تھے۔ جس کرسی پر میں آج بیٹھا ہوں۔ انکے چھوٹے بھائی کو افظاری کے time بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اور پھر جو کو سٹ گارڈ کے، ہمارے پاکستان کے جوان تھے، ان پر حملہ کر کے 7 افراد کو شہید کیا گیا۔ اور اسی طرح ان میں سے کچھ کواغوا کر لیا گیا۔ میری آپکے توسط سے گزارش ہے کہ اگر مولانا واسع صاحب انکے لئے ڈعا فرمادیں، تو بڑی مہربانی ہو گی۔ واسع صاحب! ڈعا فرمادیں، جو لوگ شہید ہوئے ہیں۔

**جناب اپسیکر:** کرتے ہیں، کرتے ہیں۔ یہ تقریباً مکمل کر لیں، پھر اسکے بعد دعا کرتے ہیں۔ جی ہاں! ساروں کیلئے کر لیتے ہیں۔ جیسے آپکی مرضی۔ چلیں جی مولانا صاحب! دعا کریں۔ کھڑے ہو کر دعا کریں۔ نہیں وہ نہیں کر سکتے ہیں مجب نے کرنا ہے۔ وہ نہیں start دینے کیلئے، بلکہ رواں رکھنے کیلئے، مولانا عبد الواسع! سینٹ اور نیشنل اسمبلی میں مولانا شیرانی کھڑے ہو کر دعا کرتے رہے ہیں۔

**میر سرفراز احمد بگٹی:** شکریہ جناب اپسیکر! دیکھیں! یہ جو دہشتگردی کی لہر ہے، یہ جو target killings ہیں، یہ violence ہے، یہ بلوچستان میں ایک نئی چیز نہیں ہیں۔ نئی حکومت کے آنے سے ایک امید نظر آ رہی تھی۔ لیکن وہ امید بھی آہستہ آہستہ بھختی جا رہی ہے۔ صرف میرے حلقوں میں اس رمضان کے مہینے میں 10 افراد کواغوا کر کے قتل کیا جا چکا ہے۔ لیکن کوئی حکومتی مشینری کہیں نظر نہیں آتی ہے۔ کوئی اخبارات۔ سول سو سائٹی، main stream leadership کوئی انکو condemn تک نہیں کرتا ہے۔ یہ بڑی افسوسناک او ردل ڈکھانے والی بات ہے۔ ابھی especially یہ جو incident ہوا ہے، بولان میں جو الیکٹرک pylons اڑائے گئے ہیں، یہ بھی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اسکے بعد جو واپڈا کا اہلکار، شریف آدمی انکو بنانے کیلئے گیا اسکو بارودی سرنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اپوزیشن لیڈر صاحب باقی تمام ایوان اسکو تو condemn کرتا ہے۔ لیکن کیا ہم اس بیماری کی جڑ کو نہیں سمجھ سکتے؟ اور separatist تنظیمیں اپنی websites پر

claim کرتی ہیں ”کہ یہ کارروائی ہم نے کی، اس انسان کا قتل ہم نے کیا، اس سیاسی لیڈر کا قتل ہم نے کیا۔ یہ National assets ہم نے اڑائے، ان سپاہیوں پر ہم نے جملہ کیا“۔ کیا ہم انکو condemn نہیں کر سکتے ہیں؟ کب تک ہم بلیک میل ہوتے رہیں گے ”کہ یہ ناراض بلوچ ہیں“۔ اگر ناراض بلوچ ہیں بھائی خدارا ہم سب جانے کیلئے تیار ہیں۔ تمام بلوچستان ایک جرگہ بنالیں۔ تمام کا نام بلوچستان کو کہتے ہیں ہیں کہ جی! وہ پھر ایک sentimental statement دیا جاتا ہے ”کہ جی! بلوچ جو ہے وہ ہتھیارتب پھینکتا ہے کہ پہلے اُس سے یہ شرط نہ لگائی جائے کہ جی! آپ ہتھیار نہ پھینکیں۔ وہ بابا! تم پر یہ شرط بھی نہیں ہے، تم اپنا ہتھیار رکھو، ہم اپنا ہتھیار پھینک کر تم سے کہتے ہیں کہ main stream میں آ جاؤ، یہ ہتھیار یہ violence چھوڑ دو۔ لیکن مجھے نہیں لگتا ہے commonsense کی بات ہے جناب اسپیکر! کہ کوئی ڈالر کاروپے سے سودا کریگا۔ تو لہذا بات اتنی سی ہے کہ ہمیں ایک time frame ضرور دینا چاہیے۔ کہ بھائی! ہم چھ میٹنے dialogue میں waste کریں گے۔ ادھر innocent لوگ مر رہے ہیں۔ ادھر National assets تباہ ہو رہے ہیں۔ تو میری آپ سے گزارش ہے آپ کے قو سط سے، تمام ایوان سے گزارش ہے کہ ہم لوگ اسکے بارے میں اب سنجدگی سے غور کرنا شروع کر دیں۔ اور یہ جو dialogue والا معاملہ ہے، اسکا time frame ہمیں بہت جلدی مل جانا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر!

**جناب اسپیکر:** جی آغا لیاقت صاحب! ڈاکٹر صاحب! آپ سے پہلے انہوں نے request کی ہوئی ہے۔ جنہوں نے پہلے request کی ہے پہلے میں انکو floor دوں۔

**آغا سید لیاقت علی:** میں محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حلف اٹھا لیا۔ جناب اسپیکر! اس ایوان میں اچھے اچھے مقرئ گزرے ہیں، انہوں نے بڑی اچھی تقریری کی ہے۔ کسی نے حکومت کو نشانہ بنالیا، کسی نے ہماری حکومت پر تقدیم کی، کسی نے کیا کیا۔ جناب اسپیکر! بھلی کے اصل مسئلے کی طرف کسی نے بھی دھیان نہیں دیا۔ جناب اسپیکر! اس بدقسمت پتوں، بلوچ صوبے میں ایک حبیب اللہ کو شل نام کا ایک پاور پلانٹ لگا ہوا ہے۔ جسکی total production capacity 124 میگاوات ہے۔ اسکی طرف کسی نے بھی اشارہ نہیں کیا کہ یہ کو شل پروجیکٹ کتنی پیداوار دے رہا ہے؟ اس وقت یہ واپڈا کو لکتنا میگاوات یونٹ produce کر رہا ہے؟ جبکہ یہ ایک گورنمنٹ آف بلوچستان، یعنی واپڈا سے 124 میگاوات کا payment ہر ماہ، ہر دن کا لے رہا ہے۔ اور یہ بلوچستان کے پتوں بلوچ صوبے کو صرف 70 میگاوات بھلی provide کر رہا ہے۔ دس پندرہ سال پہلے یہ کو شل پروجیکٹ بنा ہے۔ آج تک کسی نے، کسی بھی آفسر نے،

کسی بھی بندے نے کچھ کہا؟ جو اس وقت کرتا دھرتا تھا، انہوں نے کوئی سوال اٹھایا تھا کہ یہ پروجیکٹ کیوں اتنی کم بجلی دے رہا ہے؟ جناب! آپکے توسط سے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ اس کو شل پروجیکٹ کے خلاف سخت action لیا جائے۔ اور گورنمنٹ آف بلوچستان گورنمنٹ آف پاکستان کو ایک انتظامی نوٹس issue کرے، کیونکہ اٹھارویں ترمیم کے تحت اب ہمارے پاس یہ اختیارات آگئے ہیں کہ ہمارے صوبے میں جو بھی ایسے projects ہیں، جو بھی ایسی منافع خوری کر رہے ہیں، جیسے سینڈک پروجیکٹ، جیسے دوسرے پروجیکٹس کو ہم نے ختم کیا ہے، اسکا agreement بھی ختم کیا جائے۔ جب تک یہ full fledge production پر اپنا شروع نہ کرے۔ میری آپکے توسط سے گزارش ہے کہ حبیب اللہ کو شل کو جناب! اس بات پر تنبیہ کی جائے کہ وہ کل سے 124 میگاوات پر اپنا production کرے۔ اور ایک دوسری بات جناب! یہی پروجیکٹ جو ہے وہ گورنمنٹ آف پاکستان سے وہ لے رہا ہے جی! ایک black start emergency generator system ہے، جس کا یہ علیحدہ payment لیتا ہے، وہ سسٹم اس وقت ہمیں اُسکی سخت ضرورت تھی کہ جب یہ fail line ہو گئی تھی، لائنوں کو انہوں نے destroy کیا تھا۔ تو انکو یہ black start emergency system کو یکدم چالو کرنا چاہیے۔ جس سے یہ 140 میگاوات بھلی ہمارے سسٹم میں داخل ہو سکتی تھی۔ اور ہمارے زمینداروں کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ لیکن بدقتی یہی ہے کہ ہمارے ایک سابقہ کرتا دھرتا اور ہماری گورنمنٹ آف پاکستان، وہ اس معاملے میں بالکل خاموش تھی۔ میری چیف منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس معاملے پر فوراً انکو بلا یا جائے۔ اور انکو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے start agreement کے تحت یہ 124 میگاوات بھلی ہمارے اس سسٹم میں لے آئیں۔ اگر وہ نہیں کرتے ہیں تو کم از کم ہمارے پاس یہ پاور ہے کہ اسکی گیس کو کاٹا جائے۔ تو یہ گیس کم از کم ہمیں مل جائیگی۔ جس سے ہماری گیس shortage کا مسئلہ تحلیل ہو جائیگا۔ بھلی کا مسئلہ تو ویسے ہی حل نہیں ہو رہا ہے یہ پوری production نہیں دے رہا ہے۔ جناب اسپیکر! میری آپکے توسط سے یہ گزارش ہے کہ سنترل گورنمنٹ کے ساتھ اس معاملے کو up take کیا جائے اور جلد سے جلد اس پر عمل کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** Thank you. جی۔ ڈاکٹر مالک صاحب کو تو اور پچھ بتانا چاہتے ہیں اس چیز کی، تو بتا دیں۔ اُنکی تقریسمیٹنے سے پہلے۔ ڈاکٹر حامد صاحب! تمہوراً مختصر کرتے جائیں۔ کیونکہ زیارت وال صاحب بھی ہیں، جعفر خان بھی ہیں۔ تھوڑا وہ مدد دکریں گے۔

**ڈاکٹر حامد خان اچخزی:** بڑی مہربانی آپکی کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں مس عارف

صدیق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، خوش آمدید کہتا ہوں۔ چھی ہر کلہ راسہ، ہر کلہ راسہ۔ خدائی دی او کی چھی موڑ دے اسے اسے اسے کی دے پہ تو لو دھغہ استفادہ او کو۔ جناب اپنیکر! دوسرا بات بھلی کی ہے۔ اسے میں میں اور کچھ دل انہیں چاہونگا، یہ اونچ پاور پلانٹ، آپکے توسط سے ایوان کو اور وزیر اعلیٰ کو، ہمارے صوبے کے وسائل سے یہ بھلی بنا رہا ہے اور یہاں بھلی نہ ہوتے ہوئے بھی اونچ پاور پلانٹ کی بھلی پنجاب لے جائی جائی ہے۔ کم از کم جنگی بنیادوں پر، ایم جنپی میں لوگوں کے، جس طرح نمبر ان صحابا نے کہا کہ زمینداروں کے اربوں روپے کے نقصانات ہو رہے ہیں۔ وہ اس بھلی سے استفادہ کریں، یہ پرچھ اُس سے استفادہ کریں۔ بالکل جنگی بنیادوں پر۔ بہت بُری صورتحال ہے۔ جو بھی، جتنا بھی اسے صوبے کے پشتو نوں، بلوجوں نے اپنا انشاً تیمسinvest کیا تھا وہ zero پر جارہا ہے۔ اور جناب والا! یہ لا اینڈ آرڈر کی وجہ سے اسکو آگے لے جانا چاہتا ہوں۔ سید حمید پرسارا دن جتنی بھی ٹرانسپورٹ ہے، کار و باری ٹرانسپورٹ، اسے میں میوه جات بھی شامل ہیں، پولٹری فارم کے مرغ بھی شامل ہیں، بیل بھی شامل ہیں، انکو اکٹھا کر کے رات میں جب چور، یہ بھتہ خور، یہ پرائیویٹ یونین والے تیار بیٹھے ہوتے ہیں، ایف سی والے اُن پر چھوڑ لیتے ہیں۔ جناب والا! آپکے توسط سے وزیر اعلیٰ سے یہ کہتے ہیں کہ دن دہاڑے گورنمنٹ کے یہ ادارے اس ڈھاکہ زندگی میں مصروف ہیں۔ بیشک جو بھی جس وقت آجائے، ریاست کی ذمہ داری ہے کہ انکو protection مہیا کرے۔ دوسرا بات جناب والا! یہ پارلیمانی کمیٹی شاید آپ اسکے نمبر تھے یا نہیں؟ اُس نے بہت ساری ایف سی کی چیک پوسٹوں کو ختم کیا یعنی شیلاباغ اور حب کے۔ یہ شیلاباغ سے چاریا آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر گھرگنگ نامی اسکو establish کیا ہے۔ جب کمائٹنٹ سے یاذ مدد دار آدمی سے بات ہوتی ہے، تو کہتے ہیں ”کہ جی! افغانستان سے اسلحہ آ رہا ہے“، اوندا کے بندے! آرمی والے، ویسے بھی لوگ کہتے ہیں کہ وہ بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اسلحہ اس طرف سے آ رہا ہے۔ اس طرف سے بیل پر پیے تم کس لئے لے رہے ہو؟ پولٹری پر کس لئے لے رہے ہو۔ جو بھی four wheels پروہ گاڑی چلتی ہے، وہاں اُس سے بھی بھتے کی صورت میں لیتے ہیں اور یہاں سے بھی۔ تو جناب والا! یہ سرکاری ایف سی والوں سے۔ یہ سید حمید چیک پوسٹ، اُدھر گھرگنگ چیک پوسٹ۔ اور پھر یہ یونین کے نام پر پرائیویٹ وہاں سے رسید دیتے ہیں۔ یہاں پیے لیتے ہیں۔ ادھر ہزار گنجی میں دفتر ہے۔ دن دہاڑے یہاں سے وہ دے کے۔ اس سے جان خلاصی کرادیں۔ تاکہ پاکستان کے ہر شہری بغیر کسی ڈر، بغیر کسی لائق کے چین، قلعہ عبداللہ اور گلستان جاسکے۔ یہ ان لوگوں کے نان شبینہ پر ڈھا کہ مارا جا رہا ہے۔ بڑی مہربانی۔

**جناب اپسیکر:** جی۔ عفرخان مندو خیل صاحب! باری باری آئینگے اسلئے کہ پھر زیارت وال صاحب نے پختونخوا کی نمائندگی کرنی ہے۔

**جناب عبد اللہ بابت:** میرا بھی نمبر ہے۔

**جناب اپسیکر:** جی، جی۔ سب کا کوش یہ کریں کہ ذرا جلدی۔ رمضان میں امتحان میں نہیں ڈالیں اپنے آپکو بھی، سب کو۔

**شیخ عفرخان مندو خیل:** شکریہ جناب اپسیکر! میں محضربات کروں گا اور جو current issues ہیں، پونکہ اسمبلی کا اجلاس ہے، اُسکے اوپر بات کروں گا۔ پہلے مولانا عبدالواسع صاحب نے بات کی ہے، بھلی کے pylons جو اڑے ہوئے ہیں، اُس سے واقعی عوام کو بہت تکلیف ہے۔ اور خاص کر زمینداروں کو اس season میں پانی کی بہت اشد ضرورت ہوتی ہے۔ مجھ سے جیل بگٹی نے کہا، میاں غنڈی میں اُسکا باغ ہے ”میرا باغ اس بار کچھ پر بھی نہیں پکے گا۔ کیونکہ پانی اُسکا نہیں آ رہا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے زمیندار ہیں ان سب کا یہ حال ہے۔ اُسمیں پھر یہ غصب ہے کہ pylons اڑا دیتے ہیں۔ اور پھر اُسکے ساتھ کوئی اور explosive ڈن کر لیتے ہیں۔ واپڈا والا جب جاتے ہیں اُس سے اڑ جاتے ہیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ اسکا بھی یہ measures لے اور یہ بھی دیکھے۔ ڈاکٹر صاحب! یہ بھی دیکھ لیں اور ایک team اُسکے لئے بنائیں۔ تاکہ اُسکی urgent repair ہو۔ یہ pylons اڑا دیں گے۔ اور اُسکے ساتھ آس پاس وہ explosive ڈن کریں گے۔ اُس کیلئے team explosive search والی team بنائیں کہ وہ جا کر پہلے explosive search کرے، اُسکے پیچھے فوری واپڈا والے پیغام جائیں۔ ابھی واپڈا والے غریب اگر وہاں جائیں گے تو وہ اڑ جائیں گے۔ پھر کون جائیگا اُسکو repair کرنے کیلئے۔ تو چلو آپ نے کسی بھی طرح اُسکو منا لیا۔ پتا نہیں جو آفیسر اسکو بھیجتا ہے، اُس آفیسر کا کیا حال ہو گا۔ پھر جو ہلکار اُسکا اڑتا ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے بگٹی صاحب نے ابھی اسکے اوپر تقریر تو کی ہے، ساری details بیان کر دی ہے۔ خدا کیلئے بابا! ہمارے زمینداروں پر، میں اُن لوگوں سے بھی کہتا ہوں۔ ہمارے زمینداروں پر، یہ بلوچستان کے عوام ہیں اُنکے اوپر رحم تو کھائیں۔ کسی بڑے ٹارگٹ کو تو مار دیں۔ لیکن زمینداروں نے کیا قصور کیا ہے، اُسکے سارے سال کی آمدن ہے یا فصل ہے، سارے باغات کا ایک نچوڑ ہے اور جو بلوچستان کی واحد آمدنی ہے۔ ایک mining sector میں تھوڑا بہت ایک باغات، زمینداری میں بھلی کے pylons یہ لوگ اڑا دیتے ہیں۔ پھر اپنے آپکو بلوچستان کے خیرخواہ کہتے ہیں ابھی پتا نہیں کہ وہ خیرخواہ ہیں یا نہیں۔ میں تو اُس وقت مانوں گا اُنکی

خیر خواہی جب بلوچستان کیلئے اچھے کام کریں۔ بلوچستان کی ترقی کیلئے کام کریں۔ اور اسکے بعد، یہ مجھے ابھی عبدالرحمن جمالی صاحب کا کسی نے ٹیلیفون کر کے بتایا اُس نے کہا ”کہ پٹ فیڈر میں پانی انتہائی سطح تک کم ہو گیا ہے۔ پٹ فیڈر تقریباً سو کھنگیا ہے، ہماری کھڑی فصلیں، جو بھی فصل ہے وہ بتاہ ہو رہی ہے“۔ تو اسکا نوٹس لیا جائے۔ گورنمنٹ آف سندھ کے ساتھ یاد و سروں کے ساتھ کہ کم از کم ہم لوگوں کا جواباپنا share ہے، وہ تو ہمیں ملتا چاہیے۔ اس میں ہمیشہ تکلیف under tale میں ہوتی ہے۔ اور جو top والے ہیں وہ تو اپنا پانی زبردستی نکال لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں ”کہ یہ میرا share ہے، یہ میرا share ہے“۔ جب کی آتی ہے تو سب پر آنی چاہیے۔ نہیں کہ under tale پر ہمارے نصیر آباد والوں کے اوپر یا ہمارے پٹ فیڈر والوں کے اوپر اُسکا سارا نزلہ گرے اور وہاں کے زمیندار بتاہ ہوں۔ بجلی کا جو مسئلہ ہے۔ میرے ژوب میں اسکی یہ حالت ہے لوگ کہتے ہیں ”کہ ہم واپڈا کے گڑا اسٹشن کو اڑائیں گے۔ ہم highway کو block کریں گے“۔ یہ رمضان اور اس حالت میں لوگ highway کو اگر block کریں گے، تو اس میں مسافروں کا کیا قصور ہے؟ تو اس وجہ سے یہ چیز انتہائی اہم ہیں۔ اور آغا صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ تو 100 ارب کی بات کی ہے۔ یہ تو اگر پتا لگے اور واقعی صحیح ہو، تو میں حلغیہ کہتا ہوں کہ نواز شریف خود ہی ادھر کو شل پاور پیچ جائیں گے۔ کہ رپورٹ اور حقیقت میں بعض وقت تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ لیکن یہ اگر proof ہو گیا ہے۔ وہ تو آغا صاحب جو کہ رہے ہیں۔ آغا صاحب خود برس میں ہیں۔ انکو ہم سے دس گنازی زیادہ پتا ہوتا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی بہت زیادتی ہے اس صوبے کے ساتھ اور اس ملک کے ساتھ۔ کہ آپکا 124 میگاوات کے وہ پیسے وصول کر رہے ہیں۔ اور بچا س، پچن آپکو بچلی دے رہے ہیں۔ ایک تو بچلی کی کمی آتی ہے، دوسرا جو پیسے ہے وہ پھر واپڈا کہتی ہے ”کہ بلوچستان میں line losses اتنے ہیں۔ یہ تو بلوچستان میں خود بخود زیادہ ہو گے۔ اگر وہ میسٹر واقعی 55 میگاوات پر چل رہا ہے۔ اور وہ نوٹ 125 میگاوات پر کر رہا ہے۔ تو line losses میں تو جائیں گے۔“ بہت شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** Thank you جی۔ ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو پٹ فیڈر کی نال کی پوزیشن ہے۔ ڈاکٹر صاحب! پانی بھی نہیں ہے یہ mismanagement in take by the end of August۔ بہت ہے۔ اور وہاں جو آپکی فصلات چار لاکھا کیکٹر کے اوپر ہوئی ہیں، وہ اس دفعہ دولا کھا کیکٹر پر ہو گئی تو بڑی بات ہے۔ کہ جائیں، ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اظہار خان! یہ ذکر کر جائیں، ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

**میراٹھار حسین کھوسہ:** ڈسم اللہ الرحمٰن الرحيم۔ بہت شکریہ جناب اپسیکر صاحب! جس طرح جعفر خان صاحب نے پٹ فیڈر کینال کے بارے میں بتایا۔ پٹ فیڈر کینال میں ہمارا کوئی 7 ہزار کیوں سک حصہ نہ تا ہے، سندھ سے۔ ہم ان سے لنہیں پار ہے ہیں۔ بلوچستان گورنمنٹ ان سے لنہیں پار ہی ہے۔ وہاں تین ہزار کیوں سک پانی چل رہا ہے۔ بہت تکلیف ہے۔ بہت ہی پریشانیاں ہیں۔ وہاں کے لوگ ہجرت کر کے سندھ چلے گئے ہیں۔ بجلی کو آپ دیکھیں، E.P.H.C کو دیکھیں۔ سارا ستم پانی سے ہے۔ پانی ہو گا تو وہاں واٹر سپلائی اسکیم میں چلیں گے۔ وہاں مال مویشی سارے مر گئے ہیں۔ اب تو یہ حال ہو گیا ہے۔ ہم اسمبلی کے ممبر ہیں، ہمیں آتے ہیں ”کہ آپ وہاں بیٹھ کر کیا کرتے ہیں؟“ بہت ہی دُکھ اور شرم کی بات ہے کہ ہمارے سات ہزار کیوں سک ہے۔ ہم لنہیں پار ہے ہیں سندھ سے۔ سندھ ہمیں دے رہا ہے سات ہزار کیوں سک۔ اسکو جنگلی بنیادوں پر اپسیکر صاحب! یہاں ابھی کوئی اس طرح کی کمیٹی بنا کیں جو کل میرے ساتھ وہاں چلے اور دیکھے کہ پٹ فیڈر کا کیا حال ہے۔ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کتنی پریشانیاں ہیں۔ لوگ کتنی تکلیف میں ہیں۔ اور 51 سینئٹی گریڈ گرمی چل رہی ہے۔ وہاں ایک لائن سپرنڈنٹ دس لاکھ روپے مہینے میں وہ رشوت لیتے ہیں۔ corruption ہوتی ہے اُنکی۔ وہ N.E.X تک جاتی ہے۔ بجلی ٹوٹل چوبیں گھنٹے میں دو گھنٹے چلتی ہے۔ یہ حالت ہے وہاں کی۔ میری آپ سے درخواست ہے جناب اپسیکر صاحب! پٹ فیڈر، کیر قهر، نصیر شاخ، اپنا گریٹ شاخ، ساری شاخیں بالکل خشک ہو گئی ہیں۔ وہاں ابھی آبادی کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اوج پاور تو بہت دور کی بات ہے وہاں سے بجلی ہم لیں گے تب، جب بجلی ہمارے پاس آئیگی۔ ہم ہوں گے تو بجلی ہو گی نا۔ وہاں تو یہ حالت ہے کہ لوگ مر رہے ہیں۔ مال مویشی مر رہے ہیں بہت تباہی ہے۔ میں تو کہتا ہوں آج ہی کوئی انکو اڑی کمیٹی بنائی جائے۔ میری سارے معزز مبران سے درخواست ہے کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ وہاں حالت دیکھیں لوگوں کو، بہت ہی پریشانی ہے۔ بہت ہی دُکھ کی بات ہے۔ (ڈیک بجائے گئے) میں پھر آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اسکو جنگلی بنیادوں پر حل کرنا چاہئے۔ اور سب سے پہلے پٹ فیڈر کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔ پٹ فیڈر میں جو بھی نالائق corrupt لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، انکو باہر پھینک دینا چاہئے۔ اس time کوئی بھی لاکیں ہمیں یہ ضرورت نہیں کہ ہمارا کوئی آئیں۔ کوئی بھی ہو، کوئی بھی S.D.O ہو کوئی بھی S.E ہو کوئی بھی N.E.X ہو، کوئی بھی سیکریٹری ہو۔ کوئی ایماندار انسان ہو جو انسانیت کیلئے کام کرتا ہو۔ وہاں یہ حالت ہے، بہت ہی پریشانی ہے۔ بہت شکریہ۔ ان باتوں کو تھوڑا اسا emotional میں اسلئے ہوں کہ وہاں سے لوگوں نے بہت ہی اس طرح کے کیئے ہیں۔ اگر میں نے کوئی غلط بات کی ہے، تو بہت معافی چاہتا ہوں messages

آپ سے جناب اسپیکر صاحب! تمام دوستوں سے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) بہت ہی emotional ہوں اور ہم بہت ہی ٹھنڈے اور polite لوگ ہیں۔ آپ اسپیکر صاحب! چاہے ہم لوگ۔ لیکن بہت pressure ہے ہمیں۔ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں لوگ مر رہے ہیں۔ وہاں اتنے مویشی مر رہے ہیں۔ اتنی تکلیف ہو رہی ہے اسکو جنگلی بنیادوں پر دیکھا جائے۔ بہت شکریہ دعاوں میں یاد رکھیں۔

**جناب اسپیکر:** مہربانی۔ ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ۔ بابت صاحب! please take the floor. باری باری آتا جا رہا ہوں۔ بابت صاحب کے بعد خالد انگو صاحب۔ پھر بادینی صاحب، مصطفیٰ صاحب۔ اور پھر زیارت وال صاحب سے پوچھ لیں کہ انہوں نے کیا پھر آپکے لئے کہنا ہے آپکے پارلینمنٹری لیڈرنے۔

**جناب عبداللہ بابت:** جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے محترمہ عارفہ صدیق صاحب کے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ پہلی بار اس اسمبلی میں آئی ہیں۔ میری یہ توقع ہے کہ وہ اس اسمبلی میں اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے لوگوں کی خدمت کریں گی۔ جناب! یہاں امن و امان کی بات ہو رہی تھی۔ واقعتاً اب حکومت تو ہماری ایسی ہے، ابھی تک تو صرف وزیر اعلیٰ اور تین وزراء ہیں۔ پاکستان کو بننے ہوئے تقریباً 63,62 سال یا 65 سال ہو گئے ہیں۔ حالت تو روز بروز خراب ہو رہی ہے۔ صوبے کو چھوڑو ہمارے شہر لوار الائی میں روزانہ تقریباً دس بارہ موڑ سائیکلیں اور دوسری چیزیں چوری ہوتی ہیں۔ ابھی عام چیزیں موبائل وغیرہ، اور اسمیں صاحب! حقیقت ہے کہ پولیس کا محکمہ اور پولیس ہر چیز میں involve ہے۔ پولیس میں بھی تو مختلف شعبے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں کہ ان پولیس والوں سے باقاعدہ کہتے ہیں ”کہ آپ گھر پر بیٹھیں“۔ یہ میں نے پہلے بھی یہاں اسمبلی میں عرض کیا تھا کہ بھائی! آپ گھر پر بیٹھیں P.S.D. یا P.S.I. کو آپ چھ ہزار یا دس ہزار روپے monthly دیں۔ اُنکی تجوہ تقریباً سترہ، اٹھارہ ہزار یا بیس ہزار روپے ہے۔ تو ایسی سوداگری ہے۔ یعنی باقاعدہ forces سے۔ اُس دن آئی جی صاحب نے مجھ سے پوچھا ”کہ بابت! آپ اسمبلی میں تو بولتے ہیں، ہمیں نام بھی دیں“، ابھی یہ جاسوسوں والا کام بھی ہم لوگوں سے کرار ہے ہیں۔ کم از کم یہ تو نہیں ہونا چاہے۔ آئی جی صاحب! آپ کا تو اتنا بڑا دارہ ہے۔ آپ شہر جائیں، تھانہ جائیں۔ کیا تھانے نہیں پک رہے ہیں؟ باقاعدہ پولیس والے قیمت پر لیتے ہیں۔ یہ تو چھوڑو صاحب! یہ پوسٹنگ اور ٹرانسفر پتا نہیں کیسے کرتے ہیں۔ ہم بھی تو عوام دوست لوگ ہیں۔ لوگوں کی ہم سے بہت توقعات ہیں۔ خدا قسم ہیں ایسی حالت ہے۔ اُنکی بادشاہی تو چھوڑو، وہ تو بادشاہی تھی نہ حکومت نہ اُنکا کوئی طریقہ کار تھا۔ وہ وزیر اعلیٰ جو تھا، ابھی پتا نہیں یہ لوگ کیسی بات کرتے ہیں۔ میں خدا قسم حیران ہوں مولوی صاحب بہت دلاور آدمی ہیں۔ میں شباباً دیتا ہوں کہ وہ پھر بھی

ان چیزوں پر بولتا ہے۔ کہ بھائی! جو previous حکومت تھی۔ وزیر اعلیٰ نے پانچ سو 40 لاکھ یا 60 لاکھی مورث سائیکل خریدی تھی۔ وزیر اعلیٰ دیکھو مورث سائیکل دیکھو۔ ابھی ہم ڈاکٹر مالک صاحب سے کہتے ہیں کہ خدارا! ہمارے جو تھانے بر باد ہیں۔ شہر بر باد ہیں۔ لوگ بر باد ہیں۔ پیسے وصول کر رہے ہیں۔ ابھی ایف سی۔ پانچ سو آئی جی ایف سی بڑا ہے یامیں بڑا ہوں، مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب اسکی وضاحت کریں۔ ہم بڑے ہیں یادہ بڑا ہے؟ خدا تم ہے ہم لوگوں کا یہ خیال ہے، ایک تو یہ sir والا لفظ نے ہم لوگوں کو تباہ کر دیا sir-sir-sir”۔ بھائی sir تو نہیں ہوں۔ آئی جی ایف سی بھی sir ہے۔ کورکماندر تو بالکل بادشاہ ہے۔ بھائی!

تم بھی اس صوبے میں رہ رہے ہو، خدارا!۔ یہ کیا ہے لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ میں floor پر کلمہ پڑھتا ہوں۔ اُس دن ایک آدمی نے بتایا جو بلیلی کی چیک پوسٹ ہے۔ چیک پوسٹ کے اُس طرف دو سپاہی کھڑے آپس میں پیسے بانٹ رہے تھے۔ تو ایک کا حصہ تھوڑا کم تھا۔ ”اُس نے کہا بھائی اوپ والے کو نہیں دینا ہے“۔ ابھی صاحب! کیا حالات ہے اُس دن ہم لوگ بلیلی میں جو واقعہ ہوا تھا اُس حوالے سے ہوم سیکریٹری کے پاس گئے۔ وہ شخص اپنے گھر کا واقعہ بیان کر رہا تھا۔ آدمی کو رونا آتا ہے۔ گھر میں گھس کر اُسکی گھروالی نے کہا کہ اُس نے پستول الٹھایا کہ چور آگئے۔ بھائی! دیواریں پھلانگ کر کے اندر آگئے۔ تین بجے سحری کے وقت ایک شریف آدمی کے گھر میں تمہاری کسی intelligence ہے؟ تمہارے کیسے ادارے ہیں؟ تم کیوں اتنے تباہ ہو؟ ہمیں تباہ کر دیا۔ ہمارے گھر اجڑ دیئے آپ نے۔ خدا سے ڈرو۔ آپ کو احساس نہیں ہے۔ بچوں کا احساس نہیں ہے لوگوں کو اٹھا رہے ہیں، انغو کر رہے ہیں۔ اور پھر وہاں سے ٹیلیفون کرتے ہیں، جنت سے۔ جنت میں بیٹھ کر ہمیں ٹیلیفون کرتے ہیں۔ یہ انگو بارے توان نہیں ہے۔ یہ no go area ہے۔ یہ کیا ہے؟ مغلوں میں، گاؤں میں لوگوں نے بندوقیں رکھی ہوئی ہیں۔ کیا یہ حکومت ہے؟ ہر گھر اسلخ سے بھرا ہوا ہے۔ کیوں؟ ہماری یہ حکومت ہے۔ ”جاو! no go area ہے ادھرنہیں آنا ہے“، تمہارے باپ کی بادشاہی ہے۔ تم حکومت کو کیوں نہیں مان رہے ہو۔ تم نے یہاں کالی گاڑیاں۔ یہ کوئی گاڑی ہے ہے xxxxxxxxxxxxxxxxx کی بات ہے۔

**جناب اسپیکر:** غیر پارلیمانی الفاظ کا روروائی سے حذف کر دیں۔

**جناب عبید اللہ بابت:** جی۔ جی۔

**جناب اسپیکر:** بس سیکریٹری کو بتا دیا ہے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

**جناب عبید اللہ بابت:** پھر مجھے ذرا زور سے بولیں۔ ہاں! بات یہ ہے صاحب! یہ جو ہماری agencies agencie کا روائی سے حذف کر دیئے گئے۔

بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xxxxxxxxxxxxxxxxx کا روائی سے حذف کر دیئے گئے۔

بیں، F.C، پولیس۔ یہ ایک کارنامہ ہمیں بتائیں؟ قندھاری بازار میں لوگوں کو مارتے ہیں۔ آدمی گم ہو جاتا ہے۔ کیسے گم ہوتا ہے؟ تم نے یہ چیک پوسٹیں کس لئے لگائی ہیں؟ ادھر شریف لوگوں کو کھڑا کرتے ہو۔ ٹھیک ہے ہمیں بھی کھڑا کر دیں۔ آپ چین جائیں اٹھا رہے ہزار چینیں لگی ہوئی ہیں۔ ہر گھروالے نے اپنی چین لگائی ہوئی ہے۔ کیسی حکومت ہے؟ کیوں تم نے چین لگائی ہے؟ تم ہے کون؟ پولیس کی یہ حالت ہے۔ F.C کی یہ حالت ہے۔ اور یہ جو ہماری حکومت ہے۔ انشاء اللہ ہم تو اس پر control کریں گے۔ اور انکو ہماری بات مانی ہوگی۔ ہیرو کریمی کو، تمام کو۔ ساری دنیا میں رات تین بجے تک شہر کھل رہتے ہیں۔ ابھی آپ رات کو شہر جائیں، یہ رمضان ہے۔ پہلے دھرم رمضان میں رات تین چار بجے تک لوگ ڈھول پر احتڑ کرتے تھے۔ وہ تملاؤ نے کہا ”کہ بس چھوڑو“۔ وہ تال بجائے ہیں۔ تال روایہ ہے مگر ڈھول ناروا ہے۔ تال بجاو ساری رات طالبان تال بجائے ہیں کوئی آسمان نہیں گرتا ہے۔ غزل بھی بولتے ہیں۔ تو بابا! ابھی جو آپ شغل نہیں چھوڑیں گے۔ جب آپ بازار میں لوگوں کو احتڑ کیلئے نہیں چھوڑیں گے۔ جب آپ بازار میں لوگوں کو گھومنے کیلئے نہیں چھوڑیں گے، ابھی رمضان شریف ہے آپ رات کو شہر جائیں ایسا لگتا ہے جیسے کرفیو لگا ہے۔ یہی کوئی تھاجنا ب! یہی لورالائی تھا۔ لوگ خوش تھے۔ مگر آج قیامت بنی ہوئی ہے۔ خُدا را! یہ جو راستے ہیں، ابھی ان راستوں پر رات کو لوگ سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کے علاقے میں تو قسم ہے اگر کوئی جائے۔ سبی ہم لوگ بھول گئے ہیں۔ ہم لوگ سبی نہیں جاسکتے ہیں۔ نصیر آباد نہیں جاسکتے ہیں۔ بجلی کا مسئلہ تو بعد کی بات ہے یہ تو حالت ہے تمام راستوں کی۔ کھمبے گراتے ہیں۔ مژا! کیسے کھمبے گراتے ہیں۔ دیکھیں ہم لوگوں کی تھوڑی بہت زمینداری ہے۔ پھر ہمارے خوبانی، ٹماڑ، کدو، بینڈی، گوبھی ساری سبزیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ تو صاحب! خُدا کیلئے، ابھی ہم لوگ دیکھیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں رحیم الدین گورنر تھا۔ جناب اسپیکر! اُسکے بھتیجے کو سی نے مارا۔ بارہ گھنٹے میں اُس نے ان لوگوں کو گرفتار کروایا۔ کوئی کمانڈر کے بچے کوئی انگوکھے نہیں آتی ہیں گاڑی پر LMG لگی ہوتی ہے تمہاری عورت تو کرنل نہیں ہے۔ وہ بیکری سے لسکت خریدنے کیلئے آتے ہیں بھی LMG لگی ہوتی ہے۔ کلاشکوف لگایا ہوا ہے۔ صاحب! خُدا را ہمارا بھی تحفظ ضروری ہے۔ بجلی، تو صاحب! بالکل جیسا کہ کھوسہ صاحب نے کہا۔ قسم ہے ہم تو حیران ہیں پہلے بھی میں نے ایک مثال دی۔ ہمارے لورالائی میں دو بھائی تھے، روز یہ دونوں آپس میں جھگڑتے تھے۔ ایک دن ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ ابھی ایسا کرتے ہیں اب بھائی بھائی ختم ہم تقسیم ہوتے ہیں جو اور پکا حصہ ہے لورالائی کا، ادھر تم بھیک مانگو، نیچے میں مانگتا ہوں۔ ابھی تو ہم لوگ بنیں گے بھکاری۔ بجلی نہیں ہے ایکریکلپنریں ہے۔ پر تو ابھی ہمارے جو بھائی ہیں

ہر جگہ پویس اور ایف سی والے کھڑے ہیں۔ کوئلہ بھی انکا، پتھر بھی انکا۔ کل زراعت پر بھی یہ لوگ آجائیں گے۔ چوروں کو چھوٹ ملی ہوئی ہے۔ ان کو نہیں کپڑ سکتے ہیں۔ ابھی دُکی میں بھی یہ لوگ کھڑے ہیں۔ چمائلنگ میں بھی یہ لوگ کھڑے ہیں۔ بھائی! چمائلنگ اتنا چھوٹا ہے۔ ادھر ہمارا ایک کاسہ پہاڑ ہے، اُس سے تقریباً چار دن میں ایک لوڈ پتھر لکھتا ہے۔ اور وہاں بھی فونج کی چار پوٹیں ہیں۔ جناب اسپیکر! خُدارا! ان چیزوں کو آپ بھی تو فونج میں رہے ہیں۔ آپ بھی اُن سے کہیں ”کہ بھائی! لوگ ناراض ہیں احتجاج کر رہے ہیں۔ لوگوں کے یہ مسئلے حل کریں۔ بچلی کا مسئلہ ہے، ٹاورس کو تحفظ دے دو۔ مژا! یہ حکومت ہے۔ ایک چیز کو آپ نے وہاں جا کر check تو کرنا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ ہماری یہ دو گزارشات تھیں وزیر اعلیٰ صاحب سے اس پر بات کریں۔ بڑی نوازش۔

**جناب اسپیکر:** C.M صاحب نے نوٹس لینا ہے۔ Badini Sahib! please take the floor.

**میر غلام دشمنی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جیسے میرے ساتھی نے بچلی کے حوالے سے بات کی میں بھی اُنکی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ بلکہ آج floor پر، جو ہمارے ساتھی ہیں، اکثریت نے میرے خیال میں بچلی کے حوالے سے بات کی ہے۔ ہم تو کوئٹہ شہر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انتہائی ٹھنڈے موسم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم اپنے علاقوں کو بھول گئے ہیں۔ ہمارا نوشکی، چاغی، خاران، واشک، اور آس پاس کے جو districts ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت وہاں 45 منٹ یا ایک گھنٹہ بچلی دی جا رہی ہے۔ میں جناب! Leader of the House! سے گزارش کروں گا کہ emergency basis پر کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے جیسے ٹاورز اڑائے جاتے ہیں کل کو خُدا خواستہ یہ لوگ گرڈ اسٹیشن اڑائیں گے۔ تو کاریزات ہوتی تھیں یا وہاں واٹر سپلائی ہوتے تھے۔ میرے خیال میں لوگوں کو پانی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ابھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری وہ مائیں، ہماری وہ بہنیں، جن کے دو پیٹے تک کسی نے نہیں دیکھا تھا، آج وہ پانی کے لئے ڈر، ڈر کی ٹھوکریں کھارہی ہیں۔ اور وہاں سے فون کرتی ہیں۔ ”کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے، ہمیں صرف پانی چاہیے“۔ جب پانی ہے تو زندگی ہے۔ میں گزارش کروں گا ڈاکٹر صاحب سے۔ جیسا حبیب اللہ کوٹل کا میرے دوست نے ذکر کیا۔ اسی طرح جکو پادر ہے، اُوچ پاور پراجیکٹ ہے۔ لیکن افسوس وہاں سے آنے کی بجائے ہماری بچلی آگے جا رہی ہے، آگے forward ہو رہی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو ہماری

بھلی کا main issue emergency ہے حالات میں ہمارے گرڈ اسٹیشنوں کو جزیرہ زدیتے جائیں۔ خداخواستہ اگر ٹاورز اڑائے جاتے ہیں، ایک دم Geo news میں breaking news آ جاتی ہے کہ بلوچستان کے 22 اضلاع کی بھلی محفل۔ آیاں کوکس طرح نمٹایا جائے، جزیرہ سٹم سے یا کسی اور طریقے سے؟ میں request کروں گا M.C. صاحب سے کہ ہمارے نوشی، چاغی، واشک اور خاران میں انہائی گرمی، 45 ڈگری چل رہی ہے، تو گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہمارے بچ پانی کیلئے درد کی ٹھوکریں کھاتے پھریں گے، میں تو یہی سمجھتا تھا کہ آگے ایجوکیشن کا شعبہ سوچنے کو ہے، اب میرے خیال میں آگے ہم صرف پانی کیلئے سوچیں گے صرف پانی کیلئے پھرتے رہیں گے۔ والسلام۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** thank you! جناب خالد لاڳو صاحب! please take the floor تھوڑا مختصر کیونکہ اجلاس کو برخواست بھی کرنا ہے۔ پھر صوبائی ایکشن کمشن ہمارے آئیں گے takeover کرنے کیلئے اسپلی کو آج شام سے۔ پھر انہوں نے لوازمات پورے کرنے ہیں۔

**میر خالد لاڳو:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں منتخب ایم پی اے، عارف صدیق صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جیسے دوستوں نے کہا اسپیکر صاحب! سب سے بڑا ہمارا جو آ جکا burning issue ہے وہ بھلی کا ہے۔ جیسے لیاقت آغا صاحب نے کہا کہ یہ حبیب اللہ کوٹل والے ان کی بدمعاشری کا نوٹس لینا چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** بدمعاشری کی بجائے لفظ زور آوری کہیں۔

**میر خالد لاڳو:** جی ہاں زور آوری، بدمعاشری۔ یہ 124 میگاوات کا ہر مہینہ پیسہ لیتے ہیں لیکن ہمیں بھلی دے رہے ہیں 70 یا 80 میگاوات۔ اور emergency basis پر جو بھلی ہمیں دینی ہوتی ہے، وہ بھی ہمیں نہیں دے رہے ہیں۔ اور زمینداروں کا مسئلہ، ہم سب یہاں بلوچستان کے لوگ بیٹھے ہیں، زمیندار ہیں۔ زمیندار تو بچارے خود کشی پر مجبور ہیں۔ اس رمضان کے مبارک مہینے میں بھی صرف ایک گھنٹہ پانی مل رہا ہے۔ حالت تو یہ ہے۔ اب ہم کس چیز کا روناروئیں، وہ تو سب کے سامنے ہے۔ باقی جیسے دوستوں نے بات کی مجید خان نے، دوسرے دوستوں نے۔ جناب اسپیکر! violence کسی بھی صورت میں ہو، کوئی بھی کرے، اُسکو سب condemn کرتے ہیں۔ وہ ناقابل معافی ہے، کسی بھی صورت میں۔ لیکن سرکار کی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ جیسے میں اپنے بارے میں بتاؤں، فلات میں ایک نامزد ہشتنگر، میں آپکو یہ کارڈ پیش کر سکتا ہوں۔ جس کے خلاف چوری، ڈاکہ زندگی کی F.I.R ہیں۔ وہاں پانچ، چھ سال پہلے ایک مغروف مجرم تھا لیکن آج فلات

شہر میں اُسکو بھایا گیا ہے۔ جناب! دس دس، پندرہ پندرہ سرف گاڑیاں اُسکے پاس، tinted black کوئی نہیں دیکھتا کہ اُسکے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے۔ جدھر جی چاہے ماڈرپِ آزاد ہے۔ سرکار ہے۔ ہمارے جو ادارے ہیں، ہم گزارش یہ کرتے ہیں کہ بھائی! قانون سب کیلئے برابر ہونا چاہیے۔ اگر خدا نخواستہ ریاستی ادارے ہی اس طرح کے لوگوں کو support کریں گے، حمایت کریں گے، تو غریب بیچارے کہاں جائیں۔ پھر ہم کسی سے گلنہ کریں۔ جب سرکار کا ہاتھ ان پر ہوگا تو پھر چاہے آزادی پسند ہے، چاہے جو بھی ہے، پھر سب کو آزاد چھوڑ دیں۔ کسی کی تم مذمت نہ کریں۔ جناب! ہمارا ڈسٹرکٹ، میں اپنے حوالے سے کہتا ہوں یہ مرالا یمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جورات قبر میں ہے وہ باہر نہیں ہو سکتی اور جو باہر ہے وہ قبر میں نہیں ہو سکتی۔ ڈرنا صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جناب! ہم اس معزز House کے توسط سے آپکے نوٹس میں یہ لانا چاہتے ہیں کہ، ایک ڈسٹرکٹ کے ہاتھوں قلات کے عوام یغماں بناء ہوا ہے، جس کو سب جانتے ہیں۔ قلات شہر کو، وہ ہندو برادری، ہینڈری صاحب! آپ کیوں بات نہیں کرتے ہیں؟ ہندوؤں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ جناب! قلات شہر کی جو ہندو برادری ہے میں آپکو یمانداری سے بتاؤں، 30% بھی نہیں رہے اس شہر میں۔ سب وہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ اور ان سے بھتہ لینا، غمڈہ ٹکس لینا، فیصلے کرنا۔ اور ایسی ایسی باتیں ہیں کہ جو ہماری ماں میں نہیں یہاں پیٹھی ہیں، ہم وہ باتیں یہاں نہیں کر سکتے۔ اُنکی عورتوں کے ساتھ ہیں ناں۔ تو اس چیز کا آپ مہربانی کر کے نوٹس لیں، یہ جمع خرچ نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح بلوچستان کے عوام کو، چاہے کوئی بھی ہو۔ جیسے پہلے میں نے کہا کہ ہمارا یمان ہے کہ ڈرنا صرف اللہ تعالیٰ سے چاہیے اور موت کا ایک دن مقرر ہے۔ چاہے وہ آزادی پسند ہیں۔ ہم اس ملک میں رہنے والے ہیں۔ ہم پاکستان کے شہری ہیں۔ ہم سب نے یہاں پاکستان کے مفادات کا حلف لیا ہے۔ چاہے کوئی بھی ہے۔ violence چاہے جو بھی کرتا ہے، ہم اُسکی مذمت کرتے ہیں۔ اور نہیں ہونا چاہیے۔ سب پاکستانی ہیں۔ سب بلوچستانی ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ جو ریاستی اداروں کے زیر اثر، زیرگرانی جو لوگ بدمعاشی کرتے ہیں، جنہوں نے private armies بنائی ہوئی ہیں، انکو بھی control کیا جائے۔ جناب اپسیکر! یہی میری گزارشات ہیں۔ بہت مہربانی۔

**جناب اپسیکر:** thank you جی۔ ڈاکٹر صاحب! ابھی ہمارے صوبائی ایکشن کمشن آگئے ہیں، انہوں نے بھی takeover کرنا ہے، House کو۔ میرا خیال ہے۔ اب وہ، اس طرح اجلاس ختم نہیں ہوگا Presidential Polling Station بننے لگا ہے۔ چلیں مصطفیٰ ترین صاحب! آپ بات کر لیں۔ جلدی، مختصر کریں۔ تھوڑا time کا خیال رکھیں۔

**سردار غلام مصطفی خان ترین:** جناب اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ جناب والا! آج دو issues ziriyar بحث ہیں۔ ایک بھلی دوسرا من وaman۔ میں ایمانداری سے کہوں گا۔ کچھ عرصہ پہلے زمیندار خوش تھے کہ بھلی صحیح مل رہی ہے۔ قدمتی سے ٹاورز جو ابھی اڑائے گئے ہیں۔ اسکی وجہ سے مشکلات پیش آئیں۔ یقیناً ہماری عادت ایسی بن گئی ہے، جس دن اسمبلی ہوگی اُسی دن ہم کچھ باتیں جمع کر کے اخبار یاٹی وی والے کی طرح کوئی سرنخی بنانے کے لیے، جس دن اسے ٹاورز جو ابھی اڑائے گئے ہیں۔ کہ بھائی! ہماری کوئی سرنخی آجائے۔ سرنخی سے سیاست نہیں ہوتی اخباروں سے سیاست آگے نہیں جاسکتی۔ سیاست خدمت، اخلاص اور ایمانداری سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ تو جناب والا! ہم تمام ممبران کو چاہیئے کہ یہ حالات جو رونما ہو رہے ہیں جو آج ہم بیان کر رہے ہیں۔ کبھی یہ واپڈاچیف کے پاس گئے اُن سے پوچھا؟ آپ کی ذمہ داری ہے آپ عوام کے نمائندے ہیں۔ آپ گئے؟ آپ نے وہاں سے پوچھا؟ آپ کبھی کسی اور ادارے کے پاس گئے؟ کوئی نہیں گیا۔ بات یہ ہے کہ ہم اکٹھے مل کر کے، ہر چیز کا جو یہاں امن وaman کا مسئلہ ہے۔ اور باقی مسئلے ہیں ان کو آگے لے جانا چاہیئے۔ تو جناب والا! یقیناً زمیندار بر باد ہو چکے ہیں۔ پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔ یقیناً اسکے لئے ایک طریقہ کار ہونا چاہیئے۔ یہاں تو ہشتنگر دی، پتا نہیں یہ ایک سال، دو سال یا دس سال اور چلے گی۔ لیکن اس کے لئے انتظام ہونا چاہیئے۔ اس پر میری تجویز یہ ہے کہ ثوب لائن کوفوری طور پر لایا جائے یہ راستہ محفوظ بھی ہے یہاں امن وaman بالکل صحیح ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی کہوں گا کہ اس کافوری بندوبست کیا جائے۔ میں پھر وزیر اعلیٰ صاحب اور زیارتوال کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسلام آباد میں اس پر بات کی۔ اور اب بات آگے جاری ہے انشا اللہ۔ لیکن اس پر زور دینا چاہیئے تاکہ ثوب لائن جلد سے جلد مکمل ہو جائے۔ دوسرا جناب والا! امن وaman کا مسئلہ ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لاوں گا کہ پیشیں بھی، وہاں کے D.C کو علم ہے نہ کسی A.C کو نہ انتظامیہ کو۔ ایف سی والے جا کر کے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ کوئی پتا نہیں کون ہیں۔ جس گھر میں اسلحہ ہے، لائسنس والا یا بغیر لائسنس والا، جو بھی ایک دو مرد ساتھ اٹھا کر کے لے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں سے راستے میں پیسے لیکر ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ یہ صرف پولیس والے کر رہے ہیں۔ ہمارے totally ادارے اس میں لگے ہوئے ہیں۔ جورات کو گھروں میں گھس جاتے ہیں، چھاپے مارتے ہیں۔ ابھی ہمارے پیشیں میں، میرے خیال میں ایک دوآدمی ابھی تک غائب ہیں، انکا پتا نہیں چل رہا ہے۔ کچھ لوگوں کو لے جا کر کے والپس چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ایسے معززین کے گھر ہیں۔ کچھ دن پہلے کلی علی زمی میں ایک شریف آدمی کے گھر پر انہوں نے چھاپے مارا۔ اور وہاں سے لائسنس والا اسلحہ اور ایک بندہ بھی ساتھ لے گئے۔ جب ہم

انتظامیہ والوں سے پوچھتے ہیں کہ بھائی! یہ لوگ کون یہیں جو گھروں میں گھس جاتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ”ہمیں پتا نہیں یہ کون ہیں“۔ آپ کے ادارے خود کر رہے ہیں، آپ کی F.C کر رہی ہے، آپکے دوسرا ادارے کر رہے ہیں۔ اور حقیقت میں جو ہر بندہ چیخ رہا ہے۔ بھائی! یہ کالے شیشے والے، یہ لائسنس، یہ راہداریاں، یہ کون دے رہا ہے؟ کیا یہ آپکے ادارے دے رہے ہیں؟ آپکے D.C بیچارے کچھ نہیں کر سکتے ہیں نہ کمشنر صاحب کچھ کر سکتا ہے نہ ایس پی صاحب۔ جب تک آپ کے ادارے صحیح نہیں ہو جائیں۔ سب کو معلوم ہے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** کسی میں اتنی جرأت ہے کہ وہ کالے شیشے والی گاڑی جس کے پاس کارڈز ہیں، کو تھانے میں بند کرے؟ نہیں، کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے۔ جب تک یہ ہم لوگوں کے ساتھ سیدھی بات نہیں کریں۔ ہماری ایجنسیاں جواس وقت ہمارے صوبے میں کردار ادا کر رہی ہیں، باقی سارے اداروں میں کر رہی ہیں، انکو سیدھا کرنا ہوگا۔ اگر یہ سیدھی ہو جائیگی تو سارے مسئلے حل ہو گئے، یہاں دہشتگردی ختم ہو جائیگی۔ یہاں تو یہ پرانی یو یٹ فورس یہ ملٹری فورس کس نے بنائی ہے؟ ہم لوگ نہیں دیکھتے ہیں؟ کہ ہر ایک کے پیچھے میں بیس، پچھیں پچھیں surf گاڑیاں نہیں ہیں؟ اُسکے پاس کلاشنکوف نہیں ہیں؟ اُسکی سر پرستی کون کر رہا ہے؟ آؤ میں کر کے، یہ سیمبلی یہ جرأت دکھائے کہ جو قتل، ڈاکو، دہشتگردی کی سر پرستی کر رہا ہے، اُسے ہم کہیں ”کہ بس اپنا ہاتھ روک لو“۔ تب جا کر کے یہ مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** thank you جی۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ! بس ابھی close کر یہ نہیں ہو سکے گا۔ اگر میں معدرت کر دوں۔ تو پھر سیمنا ہے C.M صاحب نے بھی یہ سارے مسئلے ختم نہیں ہو گئے۔ جی ڈاکٹر رقیہ صاحبہ!

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:** جناب اسپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے تیرہ، چودہ کی خواتین میں سے سب سے آخر میں کسی خاتون کو بولنے کا موقع دیا۔

**جناب اسپیکر:** سب سے پہلے آپ نے request کی تھی اور ڈاکٹر یاسینہن لہڑی صاحبہ نے دوسری request کی تھی۔ دوسرے خواتین نے نہیں کی تھی۔ گھروں میں آپ زور آور ہیں ہمیں بولنے نہیں دیتے ادھر ہم آپکو بولنے نہیں دیں گے۔

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:** میں آج آپکے توسط سے ظہور بلیدی اور جان بلیدی کے گھر پر جو سانحہ ہوا ہے، اُس پر میں افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔ یہاں میں محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ کو خوش آمدید کہتی ہوں کہ انہوں نے بھی

بلوچستان اسمبلی میں آ کر حلف اٹھایا اور انشاء اللہ تعالیٰ خواتین کے ساتھ مل کر ہماری ایک روایت کو قائم رکھے گی۔ اپیکر صاحب! یہاں میں کہنا چاہو گی کہ F.C کا role ابھی دو دن پہلے ہزارہ ٹاؤن میں وہاں کے لوگوں نے ایک ڈیشنگر دکو، جو ایک بہت بڑے حد تھے کا سبب بنتا تھا، گرفتار کیا ہے جو ٹیلویژن، میڈیا، فیس بک، سب کچھ تصدیق کے ساتھ، even سی سی پی اونے پر لیں کانفرنس کر کے بتایا کہ انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک بہت بڑے سانحہ سے لوگوں کو بچایا ہے۔ یہاں میں جناب اپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کرو گئی کہ F.C کا role کیا ہے؟ اس entry point میں وہ آدمی کس طرح entry ہو جاتا ہے اور اتنے بڑے واقعے کا سبب بننے سے وہاں کے لوگوں نے اُسکو کیسے بچایا ہے؟ میں گزارش کرنا چاہو گی کہ یہاں ہر وقت ہم F.C اور پولیس کیلئے روتے ہیں۔ اُنکا role متعین ہونا چاہیے۔ ان حالات میں نہ ہزارہ محفوظ ہیں نہ بلوج نہ پٹھان۔ میں particular کسی ایک برادری کی بات نہیں کرتی over all بلوچستان اور کوئئی کی بات کرتی ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب اس گزارش یا اس سفارش پر ضرور عمل کریں گے۔ ایک لائحہ عمل صوبائی اسمبلی کو بتانا پڑیا گا کہ F.C کا role کہاں ہے؟ اب F.C کی چیک پوسٹ قائم ہے۔ یہاں ہمارے تمام معزز ممبران نے بجلی کے بارے میں شور چایا ہے، دل کے دردوں سے باتیں کی ہیں۔ اگر ہمسایہ ملک ایران، پچھلے کئی سالوں سے، یہ میرا تیرا term اسمبلی میں ہے۔ ایران ہمیں بجلی مہیا کرنا چاہتا ہے۔ تو جناب اپیکر! آپ کے توسط سے دوبارہ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کرو گئی کہ آپ اسیں ایک positive role ادا کریں۔ جو بچپن حکومت نے agreement کیا تھا۔ اسکا سہرا آپ سر پر اٹھائیں۔ جوئی چیزیں بنیں گی وہ بعد کی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کا جو بلوج بیلٹ ہے ایران کے ساتھ، وہاں کم از کم چالیس ڈگری گرمی پڑتی ہے اُنکو تو اس سے کچھ فیضیاب ہونا چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب اپیکر:** thank you جسیکہ رحمت صاحب! آپ floor لے لیں۔ لیکن آپ یہ سمجھیں کہ محترمہ یا سیمین صاحبہ آپ کے بعد ہیں، آپ اپنے time میں سے تھوڑی بچت کر کے اُنکے حوالے کرنا ہے۔ پھر ہم مکمل کریں ناں ڈاکٹر صاحب بھی ہیں۔

**جناب رحمت علی بلوج:** شکریہ جناب اپیکر صاحب! اس floor کے توسط سے سب سے پہلے میں جان محمد بلیدی صاحب کے بھتیجے اور ظہور بلیدی صاحب کے بھائی کے بھیانہ قتل کی بھرپور نعمت کرتا ہوں۔ مختصر یہ کہ جناب اپیکر! بجلی کے بارے میں جو ٹاؤن اڑائے جا رہے ہیں۔ یہ تو خیر حقیقت ہے ڈیشنگر دی کی وجہ سے ہے۔

لیکن میں House کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پورے مکران کو ایران سے بھلی مل رہی ہے، پہلے تو یہ واپسیا تھا کہ جی! میگاوات کی کمی ہے۔ ابھی all over مکران کی جو ضرورت ہے وہ سائل میگاوات ہے۔ لیکن ایران سے پچھتر میگاوات بھلی مل رہی ہے۔ لیکن تم ظرفی کی بات یہ ہے کہ واپڈا جو سفید ہاتھی ہے جسکی لگام کسی کے قابو میں نہیں آ رہی ہے۔ کیسکو چیف سے کئی بار بلکہ میں نے بھیت ممبر صوبائی اسمبلی اخبار میں بیان بھی دیا تھا، اُسکو اٹھی میٹم بھی دیا تھا کہ میں ڈھرنا دو ڈگا اُسکے دفتر کے سامنے۔ اُس نے ہمارے ساتھ میٹنگ کی ہمارے آزادی ممبر حاجی اسلام صاحب اور عظیم بلیدی صاحب بھی تھے۔ جناب اسپیکر! یہ میں ٹرخار ہے ہیں۔ واپڈا کے peon سے لیکر O.S.D. اور E.N.X. تک تمام لوگ corrupt ہیں۔ ابھی میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اس ماہ مبارک میں پنجگور میں بھلی کی یہ حالت ہے کہ وہاں بارہ بارہ کھنے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ میں نے کئی دفعہ اسکو فون کر کے بولا ہے، جا کر کے اُس سے ملا بھی ہوں۔ آزادی میں ایم صاحب کے علم میں بھی لا یا ہوں۔ اُس نے فون کر کے بولا یہ ہم سے بار بار غلط بیانی کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں واپڈا کے مناقانہ روؤیہ۔ کیسکو چیف کی جو اتنی کمزوریاں ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ کیسکو چیف کو یہاں بُلا کر ان سے جواب طلب کریں۔ تمام ممبران کو وہ بریفنگ دیں۔ جس طرح پچھلے ادوار میں حسب سابق ہوئے ہیں۔ اُس نے ہر منیتے، ہر اجلاس کے بعد یہاں تمام ممبران کو بریفنگ دی ہے۔ جتنے مطالبات اور مسئلے ہوئے ہیں۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں ہمارے ممبران کی، جو ہم لوگ public representatives ہیں۔ ہمیں کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے۔ میں واپڈا کی اس ناقص اور عوام دشمن پالیسی کے خلاف احتجاجاً وَ اک آٹ کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** واک آٹ نہیں کریں۔ میری ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جلدی سے House کی Committees کے Energy Committee بنالیں کہ اُدھر یہ آفیسرز پیش ہوں۔ یہ آفیسرز پھر please خالد لانگو صاحب!

**محترمہ یا سمین بی بی اہڑی:** حَمْدَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر!

**جناب اسپیکر:** رحمت صاحب کو واپس لے آئیں۔ روزے میں کہیں صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

**محترمہ یا سمین بی بی اہڑی:** میں بات کروں جناب اسپیکر؟

**جناب اسپیکر:** جی جی، please۔

**محترمہ یا سمین بی بی اہڑی:** میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ یہاں جتنے بھی ہمارے معزز اراکین جو مختلف issues

پربات کرہے تھے no doubt بلوچستان کے جتنے بھی مسائل ہیں۔ اور اتنے زیادہ جو یہاں burning issues ہیں ان پر جتنا بھی ہم میں سے اگر ایک ایک ممبر بات کرنا چاہے تو شاید دن کم پڑ جائیں۔ اسکے لئے ایک لمبے period کی ضرورت ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ تھوڑا سا اس House کے decorum کو برقرار رکھتے ہوئے۔ شاید پہلے parliament کے حوالے سے میرا اتنا experience نہیں تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جتنے بھی مسائل ہیں، چاہے وہ واپڈا کے حوالے سے ہوں یا پانی کے حوالے سے یا issues law enforcement agencies کے روپیے کے حوالے سے۔ یا بلوچستان کے جواباتی issues ہیں چادر اور چارڈیواری کے قدس کی پامالی ہے۔ یہاں اور بھی بہت سارے مسئلے ہیں۔ مسخ شدہ لاشوں کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا ہے۔ یہ اس طرح کے issues ہیں میں سمجھتی ہوں کہ already جو ہمارے یہاں پارلیمانی جو ممبران ہیں یا بورڈ ہے یا کوئی اور form plate ہے، جس پر details ہم بات کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تاکہ ہم اپنے مسائل کو صحیح addreas کر سکیں۔ اور انکے لئے لائچ عمل بھی طے کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ یہاں میں یہ کہنا چاہو گی کہ پچھلے دونوں P.N.D.U. کا ایک وفد آیا تھا جس میں میڈم شہنماز وزیر علی صاحبہ اور انکی ٹیم تھی۔ تو وہ پالیمانی گروپ نے ہم MPA's invite کیا ہوا تھا۔ ان کا اجنبذ اٹھارویں ترمیم کے حوالے سے تھا۔ میں feel کر رہی تھی کہ ظاہر ہے اس دفعہ جتنی بھی ہماری کیبینٹ ہے یا اسمبلیاں ہیں مرکز سے لیکر صوبوں تک، ہم نے اس اٹھارویں ترمیم کے تحت اسمبلیوں کو چلانا ہے۔ اور جو کیبینٹ کی constitution ہے وہ اُسی کی روشنی میں ہوگی۔ تو اُس پر میں feel کر رہی تھی کہ ہماری جو understanding ہے وہ بہت زیادہ lack کر رہی ہے۔ ہم نے نام تو سنائے کہ اٹھارویں ترمیم۔ اور اُس میں بہت ہی چیدہ چیدہ جو issues ہیں وہ شاید تمیں پتا ہے۔ ٹھیک ہے جو بجٹ ہے وہ 4 فیصد سے بڑھ کر 9 فیصد ہو گیا ہے۔ یا جو بہت سارے ایسے ملکے ہیں جو de centralized ہو کے صوبے کو ملے ہیں۔ یا اسکے علاوہ جو کیبینٹ کا constitution ہے وہ اٹھارویں ترمیم کے تحت وہ عمل میں جو کچھ جگہوں پر آئی ہے۔ اور یہاں آناباتی ہے۔ اسکے علاوہ جو اسکی صحیح sense ہے اسکو میرے خیال میں ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اٹھارویں ترمیم بھی ہمارے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ٹھیک ہے پچھلے چونٹھ، پنیٹھ سالوں کی جو struggle ہے مختلف جو نیشنل سٹ پارٹیاں ہیں یا سکولر سوچ رکھنے والے افراد اور ادارے ہیں جنہوں نے بہت زیادہ محنت اور جدوجہد کی ہے۔ اُنکی جدوجہد کے نتیجے میں اٹھارویں ترمیم میں ہمارے کچھ rights ہیں، اُنکی protection ہوئی ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتی ہوں ہمارے مسئلے کا حل بھی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ

”بھاگتے چور کی لگوٹی ہی سہی“، مطلب کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔ اسکو یہ سمجھ کے شاید ہم نے قبول کیا ہے۔ لیکن اسکو اسی pattern پر چلانے کیلئے ہمیں guide line کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں ہمیں ٹریننگ اور تربیت کی ضرورت ہے۔ plus اٹھارویں ترمیم میں بہت سارے ایسے اہم points ہیں جو کہ focus ہیں ہوئے۔ جن پر consensus build approved نہیں ہوا ہے۔ اس ایوان کو اپنا زیادہ focus اس پر میرے خیال میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ایک بہت ہی اہم ملک میں 1940ء کی قرارداد کے تحت جو sovereignty اور جو صوبے ہیں انکو خود اختاری دی جائے۔ اس پر consensus build up نہیں ہو سکتا۔ یا اس ملک کو multi national ملک تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس پر وہ consensus build نہیں ہو سکا۔ یا یہاں اس ملک میں جتنی بھی زبانیں، پشتو، بلوجی، سندھی، سراۓ ایکی اور پنجابی ہیں، انکو قومی زبان کا درجہ دیا جانا چاہیے۔ اس پر بھی consensus build نہیں ہو سکا۔ یا یہاں جو ہماری Millitant Forces ہیں، Army ہے، اُس میں تمام قوموں کو، تمام صوبوں کو برابری کی بنیاد پر حصہ دیا جائے۔ اس پر بھی consensus build نہیں ہو سکا۔ تو میں صحیح ہوں کہ بہت سارے ایسے points ہیں جن پر اس معزز ایوان کو، ان ارکین کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ جو ہمارے بہت ہی اہم rights ہیں اُنکی protection نہیں ہوتی۔ یا انکو اٹھارویں ترمیم میں disapproved کیا گیا ہے۔ اس پر ہمیں struggle کرنے کی ضرورت ہے۔ ان points کو ہمیں انسیسوں، بیسوں ترمیم لے کے adopt کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمارے جو مسائل ہیں، انکا حل ممکن ہو سکے۔ plus اتنا اچھا بحث میرے خیال میں بلوچستان کی پوری تاریخ میں میری نظر سے کم از کم نہیں گزرا۔ پیش تو ہم نے کیا ہے۔ لیکن میں صحیح ہوں اسکی implementation کیلئے باقاعدہ ایک regular quarterly نبیاد پر monitoring کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آخر میں مجی، جون، جولائی میں ہم یہ کہہ رہے ہوں کہ بھتی! بحث ابھی lapse ہو رہا ہے، جلدی جلدی ہم اسکی میں دے رہے ہیں۔ اور پھر وہی حال ہو گا جیسے پچھلی حکومتوں میں ہمارے جو وسائل تھے جو بجٹ تھے وہ corruption کی نظر ہوتے رہے ہیں۔ یہ ہونے کا جو خدشہ نظر آ رہا ہے۔ تو اس پر میرے خیال میں M.C. صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو ہمیں ایک affirmative action کے طور پر لیا جانا چاہیے۔ اور اٹھارویں ترمیم میں ایک بات اور بھی بتاؤں کہ دوسو سے زائد قوانین جو بنانے ہیں۔ اب تک مجھے بحثیت پالیمانی ممبر پانہیں ہے کہ قوانین، قانون سازی کس طرح ہوتی ہے؟ کیونکہ بلوچستان حکومت کی اگر ہم تاریخ دیکھیں، پہلے یہاں قانون سازی نہ ہونے کے برابر ہی

ہے۔ صرف قرارداد میں پیش ہوتی رہیں اور منظور ہوتی رہیں۔ لیکن ان کا مستقبل کیا رہا ہے؟ ان پر implementation کس حد تک ہوتی رہی ہے؟ ردی کی ٹوکری میں جوانگو پھینکا گیا ہے اسکا کسی کو کوئی پتا نہیں۔ تو ہم نے قانون سازی کرنی ہے۔ دوسو سے زائد ہم نے قوانین بنانے ہیں۔ ان پر ہمیں capacity focus کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں guide line دینے کی ضرورت ہے۔ building کے حوالے سے C.M. صاحب سے یہ request کی ضرورت ہے۔ trainings کے حوالے سے یہ building کو address کر لیں۔

**جناب اسپیکر:** جی اسکا بھل ہے۔ C.M. صاحب! ہم خود موجود ہے ہیں سینٹ میں۔ اور رضار بانی صاحب اُس کمیٹی کا بہت کرتا ڈھرتا تھے۔ اور رحیم مندو خیل بھی تھے۔ ہمارے بلوجستان سے حاصل بزنجو صاحب بھی۔ If I am not wrong. آپ بھی تھے ڈاکٹر صاحب! تو وہ میں ان سے کہونگا کہ رضا ربانی کو تو صدارتی ایکشن ہم نے لڑنے نہیں دیا، بائیکاٹ پر مجبور کر دیا۔ لیکن انکو منگواتے ہیں عید کے بعد سیشن کے دوران وہ آپ کو update کر دینگے۔ اور brief کر دینگے کہ اٹھارویں ترمیم۔ ہاں ٹالا کے۔ اور especially ڈاکٹر صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ ایک سیشن کرائیں۔ کہ اٹھارویں ترمیم میں صوبوں کو کتنے اختیارات مل گئے ہیں۔ اُنکی وضاحتیں ہو جائیں۔ ٹھیک ہے نا۔ جی! وہ اپنی تقریر میں یہ please کہہ دیجئے گا۔ رضا بریق صاحب! جلدی، مختصر کریں پھر زیارت وال صاحب۔

**سردار رضا محمد بربج:** Thank you very much. جناب اسپیکر! بہت ساری باتیں ہوئیں، مختلف مسائل اور پانی اور بجلی کے حوالے سے۔ اگر بجلی کا مسئلہ ہوتا ہے تو اسکے ساتھ پانی کا مسئلہ ضرور ہوتا ہے۔ یہ سارے بلوجستان کے مسائل ہیں میرے خیال میں امن و امان سے زیادہ مسئلہ یہی پانی اور بجلی کا ہے جو ہمارے ساتھ ہے جناب! اور میں یہ بھی کہونگا کہ امن و امان کا مسئلہ بھی شاید اس وجہ سے اٹھتا ہے کہ پانی کا مسئلہ ہے۔ اور لوگ پیروزگار ہوتے جا رہے ہیں۔ لوگ criminal activities کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ لیکن ایک سب سے بڑا مسئلہ جو میں آپکے ذریعے سے چیف منٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، جس کا چیف منٹر صاحب نے بھی ذکر کیا تھا کہ کوئی ہم سب کا شہر ہے۔ لیکن بدستقی یہ ہے کہ کوئی شہر کی آبادی کو دیکھتے ہوئے اسکے پانی کے مسائل کو ہم نے نہیں دیکھا۔ آج تک ہم اس بات پر اتفاق نہیں کر سکے کہ کوئی کے پانی کا ذخیرہ کتنا ہے اور کتنا عرصہ چلے گا؟ ہمارے پاس کوئی statistics موجود نہیں ہے۔ وسا، پی ایچ ای اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ موجود ہیں۔ تیس لاکھ آبادی کا شہر ہے۔ لیکن اس کو کتنا عرصہ پانی دینگے؟ یہ کسی کے پاس

گارٹی نہیں ہے۔ میں آپکے توسط سے چیف منشیر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ براہ مہربانی کوئی کمیں لا کھ آبادی بلکہ ہمارے صوبے کا سب سے بڑا شہر، ہم سب کا مقنقرہ شہر ہے۔ جیسے چیف منشیر صاحب نے کہا کہ کوئی نہیں ہم سب کا شہر ہے۔ براہ مہربانی آپ اسکی طرف توجہ دیں۔ اور اس شہر کے پانی کا مسئلہ فوری اور بنیادی ضرورت کے طور پر حل کرنے کی کوشش کریں۔ Thank you very much.

**جناب اسپیکر:** thank you رضا صاحب۔ حیم زیارت وال صاحب!

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** شکریہ جناب اسپیکر! **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**۔ سب سے پہلے میں اپنی پارٹی رکن عارف صدیق کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور یہ امید رکھتا ہوں کہ ہمارا ستم زدہ یہ صوبہ اور پھر اسی میں خصوصاً خواتین جو آبادی میں مردوں کے برابر ہیں، انکے حقوق کیلئے اور اپنے صوبے کے باسیوں کی خدمت کیلئے اپنا وقت صرف کریں گے۔ جناب اسپیکر! دوستوں نے بہت سے نکات اٹھائے ہیں۔ گورنمنٹ کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری تھی کہ ہم ان چیزوں کو کیبنت میں debate کرتے۔ اور یہاں آکے جو دوست تلقید کرتے اُنکا جواب دیتے۔ جناب اسپیکر! کیبنت اب تک complete نہیں ہوئی ہے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بہت جلد اس کو complete کریں۔ اسکے علاوہ جناب اسپیکر! میں ان روایات کو، دوستوں کی تلقید کو، ٹریزیری پیپلز پر بیٹھے ہوئے دوستوں کی تلقید کو، اپوزیشن کی تلقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے پر، جو ہم کر رہے ہیں جناب اسپیکر! میں ان روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ یہ جو تلقید ہے، یہ تلقید حکومت پر کتنی ہے اور حکومت کے اداروں پر کتنی ہے؟ اور وہ ادارے حکومت کے ماتحت ہیں اس کی دس trous میں ہیں آزاد نہیں ہیں۔ اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان اداروں کو اس بات کا پابند بنائے کہ جن صورتحال کا ہمیں سامنا ہے وہ انکا ازالہ کریں اسی میں اضافہ نہ کریں۔ جناب اسپیکر! قلعہ عبداللہ ضلع کی میں مثال دیتا ہوں ایک A.C. نے میرے خیال میں ایک مینے میں کوئی چالیس سے زیادہ raids کیئے ہیں۔ اور ان میں شاید 9، 10 ڈاکو، criminals مارے بھی گئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اس سے پہلے یہ نہیں تھا۔ اب جو صورتحال ہے، وہ یہ ہے کہ پولیس کو ہم یہ کہتے ہیں، ہم انکو صوبائی حکومت کی حیثیت سے حکم دیتے ہیں کہ ان لوگوں پر ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور اسی میں کچھ واقعات دانستہ طور پر، کچھ واقعات معلومات کی کمی کی بنیاد پر، جو ہمارے تمام اداروں میں یہ ہیں۔ اُسکی بنیاد پر missing ہو جاتے ہیں۔ اور ان missing کا پھر دوستوں نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اور اس پر ہم سب کو نادم ہونا چاہیے کہ ایک گھر میں وحشیوں کی طرح گھس کر الماریوں کو توڑ کے، چادر اور چارڈیواری کو پامال کرتے ہوئے اُس گھر میں پڑی نقدی پر ہاتھ صاف کیا جائے۔ یہ ہم سب کیلئے

نہایت شرمندگی کا مقام ہے۔ اور یہ ادارے ہمارے ہی ادارے ہیں۔ اور ہم انکے ذریعے سے ان چیزوں کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے کچھ دوست اپنے آپ کو سرکاری ملازم کی حیثیت سے جو شہنشاہ کا role آدا کر رہے ہیں، جو کہ ہو گانہیں۔ میں آپ کو اس floor سے، اگر ہم رہیں آپ کو آگاہ کرتے رہیں۔ اپنے صوبے کے عوام سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اس طریقے سے ہم ایک ساتھ نہیں چل سکتے ہیں۔ پولیس چلاتی ہے تو چلائے۔ فوج چلاتی ہے چلائے۔ F.C. چلاتی ہے چلائے۔ اور اگر چلانا ہے اس صوبے کو، اس ملک کو۔ پھر جو قوانین ہیں ان کی پابندی اگر اسکے عالم شہریوں پر، غریب شہریوں پر لا گو ہے تو پھر پولیس، لیویز، ایف سی اور فوج پر بھی لا گو ہو گا۔ جناب اسپیکر! یہ صورتحال ہے اور اس صورتحال میں آج کا جو اجلاس تھا آپکی فراخدلی پر میں آپ کو داد دیتا ہوں۔ اجلاس، ایک قرارداد اور اسکو صدارتی امیدوار کے لیکشن کے پولنگ اسٹیشن بنانے کیلئے ایک تحریک تھی۔ اب روایات اتنی بدل گئی ہیں۔ یہاں سبیل اتنی بدلتی ہوئی سبیل ہے کہ جس مقصد کیلئے، پانچ منٹ کیلئے آپ بلاواتے ہیں، اس میں گھنٹو بھیشیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس سے پہلے جو اس سبیل تھی وہ بجٹ پر، جیسے کہ ہمارے دوست آج بولنے لگے ہیں، بجٹ پر انہوں نے اتنی debate نہیں کی ہے۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا، جس طریقے سے ہوا۔ جناب اسپیکر! مسئلہ بجلی، پانی اور امن و امان کا ہے۔ اور اسکے علاوہ جناب اسپیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ یہ کوئی شہر جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہم اتنے بے حس بن گئے ہیں، جتنے بھی ہم بیٹھے ہیں یا اس صوبے کے جتنے بھی باسی ہیں یا شہر کے رہنے والے ہیں، انگریزوں نے اُس وقت لکھا تھا کہ کوئی شہر کی آبادی ایک لاکھ سے تجاوز نہ کرے۔ 1888ء میں انہوں نے اسپین کا ریزڈیم بنا لیا تھا۔ اُس وقت کے بعد آج تک ہم کوئی میں کوئی قابل ذکر ڈیم تعمیر نہیں کر سکے ہیں۔ پانی کوئی نہیں روک سکے ہیں۔ ولی ٹنگی ڈیم اُس وقت بنایا گیا تھا۔ جناب اسپیکر! آج کی صورتحال یہ ہے کہ کوئی میں پانی نہیں ہے۔ مینکر سے لاتے ہو تو وہ بھی مٹی اور ریت میں ہوئی گدلا پانی ہو گا۔ اور واسا کے ذریعے سے تو آہی نہیں رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس صورتحال میں لوگ مستقبل کیلئے سوچتے تھے۔ کوئی شہر بنانے کیلئے انگریزوں نے سخت مخالفت کی تھی کہ یہاں شہر نہیں بسایا جاسکتا ہے۔ ہم نے شہر بسایا اور اس کی ابھی آبادی 30 لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ لیکن اسکے لئے پانی نہیں ہے جناب اسپیکر! اور انتظام تو کرنا پڑیگا۔ نہیں کر رہے ہیں؟ آپکے نزدیک زرغون غر ہے۔ اس میں گیس نکلی ہوئی ہے خدا کیلئے ہم کر کیا رہے ہیں ہمارے ادارے کیا کر رہے ہیں۔ ماری گیس کمپنی وہاں موجود ہے جو فوجیوں کی ہے۔ اور وہ کمپنی ایف سی کے 1500 لوگوں کو تختواہ دے رہی ہے۔ پورے پاکستان جائیں، میں قسم اٹھاتا ہوں کہ وہاں ایف سی کے 100 لوگ deploy نہیں ہیں۔ نمبر ایک اور نمبر دو ڈیڑھ سو لوگ لوکل ہیں انکو تو کہتے ہیں

”کہ ہم تھوا ہیں دے رہے ہیں“ خزانے سے پیسے نکل رہے ہیں اور انکو مل رہے ہیں۔ جا کے زرغون میں پوچھ لیں کہ کتنے خاندانوں کو یہ پیسے مل رہے ہیں؟ کوئی نہیں ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اور ماری گیس کمپنی کی جو گیس ہے جو کوئئہ لانا چاہتے ہیں اس پر کام نہیں ہو رہا ہے سال گزر گئے ہیں جناب اسپیکر! چار کروڑ روپے ماہانہ یہاں سے نکل رہے ہیں۔ ”کہتے ہیں کہ ہماری 100 گاڑیاں deploy ہیں“۔ اُنکا تسلی بھی ہماری صوبائی حکومت کے ذمہ ہے۔ بس امن و امان کے نام پر آپ لیتے جائیں۔ 100 میں سے اگر 10 وہاں ثابت کرے تو میں مجرم ہوں۔ میرا حلقة ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں چیزیں لوگ بگاڑ رہے ہیں اور اس House کے توسط سے میں سب دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اسکی تعمیر کرنی ہے۔ ہم نے اسکا بیڑا اٹھایا ہے ہم اسکو ٹھیک کریں گے اور اگر یہ ٹھیک نہیں ہوتے تو پھر ہم مرکز سے یہ کہتے ہیں کہ یہ جو law enforcement agencies جنکا تعلق وفاق سے ہے جناب اسپیکر! انکو ٹھیک کرنا اسکی ذمہ داری ہو گی۔ ایسا نہیں چل سکتا۔ آپ اور ایف سی دو حکومتیں صوبے میں نہیں چل سکتیں۔ آپ اور فوج دو حکومتیں اس صوبے میں نہیں چل سکتیں۔ پولیس اور صوبائی حکومت ایک دوسرے کے مقابل کے طور پر صوبے میں نہیں چل سکتیں۔ جناب اسپیکر! یہ صورتحال ہم پر مسلط ہے۔ اور اس صورتحال میں ہم اپنے اداروں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ذمہ داری اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ چیزیں جو خراب ہوئی تھیں، بھلی جو نہیں تھی ہم مسلسل لگے ہوئے تھے۔ گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اسکا نوٹس لیا۔ ایک جنسی بنیادوں پر کھبے اور اسکی دوبارہ نسٹر کشن کروائی۔ آج شاید وہ بحال ہو گئی ہے۔ جناب اسپیکر! اگر کوئی کہتا ہے ”کہ میں آزادی چاہتا ہوں“۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آزادی خواہی حیثیت سے عوام کے مفادات کو نقصان پہنچانے والا کوئی آزادی پسند نہیں ہے۔ میں اعلانیہ کہتا ہوں۔ دنیا کی کسی بھی انقلابی تحریک میں آپ چلے جائیں اُنکی history پر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عوام کی سوئی جیسی نامناسب چھوٹی سی چیزیں یہی اگر کوئی انقلابی اٹھا لیتا ہے، وہ انقلابی، انقلابی نہیں ہے، وہ غدار ہے۔ تو کیا ہمارا یہ صوبہ قلات سے لوار الائی تک جن کا سارا انحصار زیریز میں پانی نکالنے اور زمینداری پر ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! اسکی بھلی جو لائی کے مہینے میں دس، بارہ، پندرہ دن نہیں ہوتی۔ اُن فصلات کو آپ پانی نہیں دے سکتے ہیں۔ تو وہ فصلات تو فصلات ابھی نہیں رہیں۔ وہ باغ ابھی باغ نہیں رہا۔ اب جب آگئی ہے جب باغ کے آخری کونے تک پانی پہنچے گا۔ تمیں دن گزر جائیں گے۔ تمیں دن کے بعد باغ، باغ نہیں رہتا۔ ٹماٹر، ٹماٹر نہیں رہتا کدو، کدو نہیں رہتا۔ تو جناب اسپیکر! اس قسم کی دشمنیاں بھی کی جاتی ہیں۔ اور ہم نے بھی آج تک عقل کے ناخن نہیں لیے ہیں۔ ہم نے بھی وہ راستے نہیں اپنائے ہیں جن پر چل کر ہم ان تمام چیزوں کا ازالہ کر سکیں۔

بیہاں قائد ایوان، قائد حزب اختلاف، ٹریئری پیپر اور پوری اپوزیشن کی حیثیت سے ہم یہاں موجود ہیں۔ چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے۔ ہم کسی بھی بات پر، جو بھی دوست تقید کریں گے ہم بُرانیں مانیں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے۔ یہ گھر ہم سب کا ہے۔ اسکیں ہم اسلام کے نام پر شیعہ اور سنی کے نام پر اور اُسکے علاوہ اغوا برائے تاداں، فلاں نام پر، ہم کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ اسلام اجازت دیتا ہے نہ ہمارا قانون۔ نہ پشوون، بلوج روایات اجازت دیتی ہیں۔ آپ لوگ اپنے طور پر اس بات کو سمجھ جائیں کہ یہ چیزیں ناممکنات میں سے ہیں۔ اور اگر زور آوری کرتے ہیں پھر forces deploy ہونگے۔ پھر اس قسم کی خرابیاں ہونگیں۔ پھر کوئی یہ نہ کہے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو جناب اسپیکر! آج تک یہ سب کچھ اس طریقے سے ہوتا چلا آیا ہے اور ہم بڑے مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔ صوبے کے طور پر بھی ملک کے طور پر بھی اور internationally ہم بھی ہمارے ملک کا image بہت خراب ہو چکا ہے اور ٹھیک کرنے کیلئے واحد راستہ ایک جمہوری راستہ ہے negotiation مذاکرات کا۔ مل بیٹھ کے سر جوڑنے کا راستہ ہے۔ اور ٹھیک کرنے کا راستہ ہے۔ ایک دوسرے پر تقید کر سکتے ہیں۔ تقید بالکل ہو سکتی ہے، گھنٹوں تک ہو سکتی ہے۔ لیکن ٹھیک کرنے کی جو تجویز ہیں، ہم آپ، سب دوست جب ان پر بیٹھ کر سوچیں گے، تو انکو ٹھیک کر سکیں گے۔ تو جناب اسپیکر! آج کے اجلاس کے حوالے سے میں ایک مرتبہ پھر آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے یہ چیزیں اس طریقے سے رکھیں اور لوگوں کو موقع دیا۔ قلعہ عبداللہ میں جناب اسپیکر! حکومت موجود ہے، اُس دن زمیندار آئے تھے انکی کمیٹی میں بھی میں نے کہہ دیا تھا۔ آپ کے توسط سے، قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں، یہاں صوبے کا منتخب ایوان ہے، سب کے سامنے یہ بات رکھتا ہوں بارڈر پر جو چیزیں آ رہی ہیں۔ وہاں آپ کی F.I.A، F.B.I، F.C اور آپ کا کشم موجود ہے۔ آپ کا یہ بارڈر ہے یہ آپ کی chains ہیں۔ کشم والوں کی ڈیوٹی ہے کہ وہ لیکس کا تعین کرتے ہیں اور C.F. والے اُسکو clearance دیتے ہیں۔ کشم والے ان سے tax collect کرتے ہیں۔ جب وہاں سے گزرتے ہیں پھر اُسکے بعد جناب اسپیکر! راستے میں 30 غیر قانونی پرائیویٹ اور سرکاری chains لگی ہوئی ہیں۔ تربوز اور دوسری چیزوں کی گاڑیاں آ رہی ہوتی ہیں، ان کو دونوں طرف سے لوث رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں۔ میں اُنکے توسط سے یہ 30 یا 36 چیک پوسٹیں جو کوئی تک ہیں، کچلاک سے کوئی پہنچتے پہنچتے تین چار جگہ آپ کی چینگ ہوتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! پھر لورالائی میں یہ صورتحال ہے۔ توبہ کی تباکو کوئی لاؤ گے تو پتا نہیں آ دھے راستے میں خالی کر دیتے ہیں۔ ٹریکٹر کی ٹریلیوں پر آتے ہیں۔ روڈ بھی تو نہیں ہوا کرتی ہے۔ آ دھے راستے میں F.C والے خالی کر دیتے ہیں۔ اب تباکو سے F.C والوں کا کیا کام ہے؟

گھی کی تو ضرورت ہوگی۔ اب تمبا کو وہ بوریوں کے حساب سے پیتے ہیں پتا نہیں کیا ہے؟ اب ایسا ہو گیا ہے کہ لوہا بھی کھاتے ہیں تمبا کو بھی کھاتے ہیں، فلاں بھی کھاتے ہیں۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ اس پر میری گزارش یہ ہے کہ تفتان، چین، کا کڑ خراسان پر، قمر دین کاریز پر جناب اپیکر! جہاں ہمارے بارڈر رز ہیں جہاں سے افغانستان سے راستے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں چیک پوسٹیں کشم کی بھی ہوں۔ ایف آئی اے کی بھی ہوں جناب اپیکر! اور اُسکے ساتھ ایف سی کی بھی ہوں۔ وہاں سے clearance دینے کے بعد پاکستان کے اندر پھر لوگ آزادی سے جا کر گھومیں پھریں۔ جو چیز انہوں نے اٹھائی ہے اُسکا کاغذ اُسکے پاس ہو گا۔ اُسکی Custom clearance ہوگی۔ اب ایف سی والے، خدا کیلئے ایک دوسرے کے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ ایف سی ایک دن میں تفتان، چین اور ژوب تک، ان بارڈروں پر، مجھے لوگوں نے بتایا ہے۔ سے پچیس ہمیں کروڑ، یہ میں کم بتا رہا ہوں، لوگ پچاس تاتے ہیں میں نیچے آ گیا ہوں۔ اتنی رشوت لیتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ ہم صوبے کو بنائیں گے؟ ہم ملک کو بنائیں گے؟ اور جو مال آتا ہے اُس پر ٹیکس عوام کا حق ہے۔ وہ پیسے عوام کے خزانے میں آئیں گے اور عوام کی فلاں و بہود کیلئے استعمال ہوں گے۔ اب جو پیسے جن جگہوں میں جارہے ہیں، وہ عوام کے لیے نہیں، افراد و اشخاص کیلئے ہیں۔ وہ افراد و اشخاص ان میں میں بھی ہو سکتا ہوں۔ پیسے کی ضرورت تو ہر کسی کو ہے۔ یہ میں بھی کر سکتا ہوں۔ جب ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نہیں کریں گے۔ تو اگلے کو بھی کرنے نہیں دینگے۔ اس ایوان کا فرض یہ ہے۔ اس ایوان میں اس پر بیٹھ کر اتفاق رائے سے فیصلہ کرنا ہو گا کہ ایسی کوئی چیز، قانون بنائیں گے۔ قاعدے سے چلیں گے۔ تمام چیزیں بگڑی ہوئی ہیں جناب اپیکر! کوئی میں پانی نہیں ہے، زراعت والے بیٹھے ہیں۔ لوگوں نے باغات بھی لگائے ہیں۔ اریکیشن کا یہی حال ہے اسکے ساتھ حساب کتاب نہیں ہے کہ کوئی میں زیریز میں کتنا پانی ہے۔ پی ایچ ای کو یہ حساب معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی کتنی نسل تک ہم استعمال کر چکے ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہ زد یک ایران میں۔ میں آپکے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایران کے ملاویں نے یہ قانون بنایا ہے کہ اتنا پانی آپ زمین سے نکالیں گے جتنا آپ ڈالیں گے۔ recharge کرنے کیلئے۔ جب recharge ہی نہیں ہے تو آپ پانی کیسے نکال سکتے ہیں۔ اور آپکے پاس، صوبے کے پاس تریپلا۔ میں پھر بتاتا ہوں کہ 9 ملین ایکڑ فٹ کیلئے یہ ڈیزائن ہوا تھا۔ لیکن ہمارے پاس صوبے میں تقریباً کوئی 14 ملین ایکڑ فٹ یعنی ایک کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ فٹ سیالابی پانی موجود ہے۔ اُسیں سے ہم بمشکل اب تک کوئی چار لاکھ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ نہیں کر سکتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! مشکل صورتحال کا ہمیں سامنا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر یہ کہتا ہوں کہ ہماری ذمہ داری ہے، حکومت کے طور پر، اور دوستوں سے، اس ایوان سے میری

گزارش ہے کہ ہم سب مل کر یک زبان ہو کر ان تمام جو غلط کام ہیں، جو ایجنسیوں کے ہیں، جو پولیس والوں کے ہیں، جو غلط رو یہ روا رکھے ہیں۔ جناب اسپیکر! بوسنیا میں جو جنگ ہوئی تھی کتابوں میں یہ آیا ہے کہ اتنی خوفناک جنگ ہوئی تھی کہ پولیس اور ملٹری فورسز بچے اور عورتیں دیکھ کر خوفزدہ ہوتی تھیں۔ اس کے بعد پولیس والوں کو چھ مہینے ٹریننگ دی۔ جب وہ چینگ کرتے تھے تو اپنی حصیں ٹافیوں سے بھر لیتے تھے۔ جیسے ہی کوئی بچوں والی یا عورتوں والی گاڑی آ جاتی تھی تو اس میں جھانک کر پہلے نہ کر بچوں کو ٹافیاں دیتے تھے پھر ادھر ادھر دیکھ کر گاڑی کو check کرتے تھے کہ اس میں کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے۔ اب تو ہم نے حیوانوں والا رو یہ اپنایا ہوا ہے۔ ایک فتح ہے دوسرا مفتوح۔ فتح جو کرتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور مفتوح کس حالت میں ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس ایوان کے توسط سے میری تمام اداروں سے یہ اپیل ہے کہ انکے اپنے جو درکار ہیں، انکے سپاہی ہیں، انکے لوگ ہیں انکو ان باتوں کی تربیت دیں۔ انکو ٹریننگ دیں۔ کہ وہ عوام کو مفتوح نہ سمجھیں ان کو اپنا سمجھیں۔ عوام ان کو تխواہیں دے رہے ہیں۔ عوام کے خزانے سے انکو تخواہیں مل رہی ہیں۔ اور اگر یہ رو یہ ہم تبدیل کریں گے۔ میرے خیال میں بہت زیادہ باتیں یہیں سے حل ہو سکتی ہیں۔ پھر آگے چل کر جو مشکلات ہوں گی، انکو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک مرتبہ پھر جناب اسپیکر! آپ کا شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** ڈاکٹر مالک صاحب! Please take the floor!

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو میں اس بات کا جودو ستون نے کہی، اسلئے debate ہوئی۔ میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ اسپیکر ہیں۔ ہم یہاں بات چیت بھی کریں گے لیکن حقوق اعد و ضوابط ہمارے سامنے رکھے ہوئے ہیں انکے مطابق جائیں۔ اب مجھے پتا نہیں ہے کہ آپ نے تحریک التوات admit کر کے یہ debate کی یا آپ نے point of order آپکا procedure ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ discussion و ستون نے کی۔ میں نے اسلئے مداخلت نہیں کی۔ لیکن آئندہ آپ اس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ کو اسمبلی اسکے مطابق چلانا پڑے گی۔ میری گزارش یہ ہے آپ سے۔ دوسری بات جہاں تک میں سمجھتا ہوں، عارفہ بی بی کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اُسکی جو حقیقتی input ہوگی، اُسیں بلوچستان کے عوام کو فائدہ ہوگا۔ اور حال ہی میں ہمارے تربت میں جو واقعات ہوئے ہیں، یا مسلسل ہو رہے ہیں۔ جس میں جان بلیدی کا بھتیجا اور نور احمد ظہور کا بھائی اور کوئٹہ گارڈ کے اُپر جو محلہ ہوا تھا، میں اُن تمام واقعات کی نذمت کرتا ہوں۔ اور میں آپ سے یہ ضرور کہوں گا کہ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ذمہ دار لوگ ہیں۔ میں اپنی ذمہ داری سے اپنے آپ کو skip نہیں

کرتا ہوں۔ جو میرے دوست نے تحریک التوا پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت باجرأت سیاسی کارکن ہے۔ اور اُس نے اپنے حلقوے میں جو investigations کی ہیں۔ میں اُسکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوئئہ کا ازسرنو جائزہ بھی لے رہے ہیں اور alternate نجی پر بھی لے رہے ہیں۔ اور جن جگہوں کی اُس نے نشاندہی کی ہے۔ ہم پولیس کوختی سے پابند کریں گے کہ جو سریاب کے علاقے میں یا دوسرے علاقوں میں جو تھانے آتے ہیں۔ اُسکی ایک مکمل رپورٹ بنایا کہ جو پولیس افسران اس واقعے میں ملوث پائے گے اُنکے خلاف ہم کا رروائی monitor کریں گے۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اسکے ساتھ ساتھ جو تھانے لکنے کا رواج ہے، اُسکو بھی ہم کر رہے ہیں۔ اسکا بھی آئی جی صاحب سے میں نے کہا کہ مہربانی کریں۔ البتہ میں اس floor پر کہوں گا کہ ابھی تک جتنے ڈی پی اوز کے ہم نے ٹرانسفرز کیے ہیں، اگر کسی کے ذہن میں آیا ہے کہ ان سے کسی نے پیے لیے ہیں، تو اُسکا ذمہ دار میں ہوں۔ کیونکہ میرے دور میں ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی رکن اسمبلی یا ہمارا میڈیا یہ ثابت کرے تو ایک ڈیکنہ یہاں جتنے ہم نے کیے، بڑے حوالے سے کیے ہیں۔ اور اسمبلی کوئی ہم نے اس طرح نہیں کیا کہ ایک ڈی ایس پی کو، کسی زمانے میں بلوجستان کے 18 ڈسٹرکٹوں میں ڈی پی اوکی جگہ ڈی ایس پی لگے ہوئے تھے۔ ہم انسان ہیں، غلطی ہوتی ہے۔ لیکن ابھی تک ہم نے یہ major ہواؤ پر گئے ہیں۔ ہم نے senior لوگ بھائے ہیں گو کئی جگہوں پر pressures تھے۔ ایک ضروری بات جو میں یہاں کرنا چاہتا ہوں اپنے coalition partners کے تعاون سے، واقعی بلوجستان میں جو چیک پوسٹیں ہیں، یہ بجائے crime کو روکنے کے اسے جنم دے رہی ہیں۔ میں اس floor پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ چیک پوسٹیں جو بہت ضروری ہیں law and order کے حوالے سے، اُنکی ہم تفصیل متناویں گے۔ جتنی پولیس اور لیویز اور غیر قانونی چیک پوسٹیں ہیں جو بادشاہ لوگ جو دہاں کے معتبرین نے لگائی ہوئی ہیں، اُنکے خاتمے کا اعلان کرتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) آج کے بعد دہاں وہ ضروری چیک پوسٹیں رہیں گی جو ڈی پی کمشنر بیٹھ کر تجویز کریں گے۔ باقی جہاں تک ایف سی کی چیک پوسٹیں ہیں وہ case بھی ہم فیڈرل گورنمنٹ کو لے جائیں گے کہ آیا اگر وہ ہمارے purview میں آتے ہیں، تو اُنکو ہم ختم کر لیتے ہیں۔ اگر ہمارے purview میں نہیں آتے تو فیڈرل گورنمنٹ سے request کریں گے کہ ان کو ہٹا لے تاکہ عوام الناس کو پریشانی نہ ہو۔ باقی میں اسپیکر صاحب زیادہ time نہیں لوں گا۔ میں گھٹری دیکھ رہا ہوں۔ میں کچھ چیزوں کی وضاحت ضرور کروں گا کہ اس دوران جو coalition government آئی ہے۔ ہم نے دو چیزوں کو بڑی

importance of monitor کیا ہے۔ میں رہا ہوں زیارت وال صاحب رہے ہیں۔ ہم نے ہر ہفتے بھلی کو ہے۔ اسلام آباد گئے ہیں، ہم نے میٹنگیں کی ہیں۔ اور میں اس floor کے حوالے سے آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جتنی خواری کی ہے۔ منظر صاحبان اور سیکرٹریوں سے ملے ہیں۔ اس وقت جو مولانا صاحب کہہ رہے ہیں، ایک میرے دوست نے بھی کہا کہ پہلے دس گھنٹے بھلی ملتی تھی اب تین گھنٹے۔ آج بھی ہم نے جس میں لیاقت آغا، سردار غلام مصطفیٰ، نواب صاحب اور خالد لانگو تھے۔ پچاس کے قریب زمیندار پیشین سے آئے تھے۔ مستونگ سے بھی کچھ لوگ اور نواب صاحب بھی تھے۔ ہم نے کیسکو والوں کو ملا یا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مولانا صاحب! ہماری صرف اور صرف 600 میگاوات کی ہے۔ اور ان 600 میگاوات میں ہم چھ گھنٹے سے زیادہ آپکو بھلی نہیں دے سکتے۔ بیشک پاکستان میں لوڈ شیڈنگ ہو یا نہ ہو یہاں ہو گی۔ اور اس case کو ہم بڑی سمجھیدگی سے tackle کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس، 220 میگاوات کی جو لائن آرہی ہے خضدار، دادو ہمیں لکھ کر کے دیا ہے، ہم نے ان سے ایسی زبانی بات نہیں کی ہے بلکہ تحریری طور پر کیسکو واپڈا کے لوگوں نے ہمیں دیا ہے ”کہ دو مہینے میں ہم اسکو complete کر دینگے“۔ اگر اس عرصے میں اسکو ہم نے complete کر کے نہیں دیا تو اسکا ذمہ دار پھر ہم ہوں گے۔ ہم روزانہ اسکی monitoring کر رہے ہیں۔ دوسرا جو 220 کے وی کی لائن آرہی ہے ڈیرہ غازیخان ٹولورالائی۔ وہ سمبر تک ہمیں مکمل کر کے دینگے۔ وہ بھی تحریری ہم نے ان سے لیا ہے ہوائی باتیں نہیں کیں۔ کچھلی گورنمنٹ میں تو ہوئی ہیں۔ مولانا صاحب! blame game میں نہیں جاؤں گا۔ جو ہماری ذمہ داری ہے، ہم اپنی ذمہ داری نہایں گے۔ اور یہ دو لائیں سمبر تک اگر کیسکو نے ہمیں مکمل کر کے نہیں دیں تو ہم فیڈرل گورنمنٹ کو تھنٹ سے کہیں گے۔ کیونکہ وہ دونوں کی تحریریں میں نے لے لی ہیں۔ میں نے کہا زبانی نہیں، فیڈرل گورنمنٹ ہمیں تحریری دے دے۔ اس نے ہمیں لکھ کر دے دیا ہے۔ اور ہم انشاء اللہ اس مسئلے کو follow کر رہے ہیں۔ اور ہم بھلی کو، ایمانداری سے، انتہائی بحرانی کیفیت سے ہم جو پارٹیاں ہیں monitor کر رہی ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ ہمیں support دے رہی ہے۔ اور ہم recently ہم نے مرکزی حکومت اور واپڈا کے وزیر سے ملاقات کی۔ thanks to him اس شریف آدمی سے تفصیلی بات ہوئی 1000MW Iranian regarding ہم ہر ار میگاوات آپکو دے دیں گے۔ بلکہ اس نے اپنے لوگوں کو ڈانٹا ”کہ بھی! یہ کتنے میں دے رہے ہو؟“ اُنہوں نے کہا ”9 روپے میں“ اُس نے کہا ”کہ جی! 9 روپے پر آپ ایران کی نہیں لے رہے ہیں اور 20-22 روپے پر آپ بھلی لے رہے ہیں“۔ تو پرسوں میں پھر ایرانی ایمپسڈر صاحب کے پاس گیا تھا۔

اُن سے ذاتی طور پر ملاقات کی۔ میں نے کہا جی! ہمارے بلوچستان کا نان و نفقہ سب کچھ زمینداری پر ہے۔ اگر زمینداری ہے تو ہم زندہ ہیں، اگر نہیں ہے تو ہم سب مر جاتے ہیں۔ کیونکہ یہاں بیشتر جو بیٹھے ہوئے ہیں ہم لوگ سارے، ہمارا نان و نفقہ، ہماری سفید پوشی وہ صرف زمینداری پر ہے۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس ایوان کو کہ ہم سے جتنا ممکن ہو سکا کریں گے۔ رحمت صاحب نے جو چیزیں indicate کی ہیں، انکا بھی ہم نے نوٹس proposals لیا ہے۔ اُن پر بھی ہم بات کریں گے واقعی وہاں و لیٹھ بہت کم ہے۔ اب اسکے لیے ہم نے جو دیئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دلائیں ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ایران کی بھلی ہمیں دے دیں۔ تیسرا جو اوج 3 ہے۔ اوج 1 کا ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے اوج 3 کی، پرسوں سے C.C.I کی میٹنگ ہے۔ اُسکی جو energy policy ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ کی energy policy سے ہمیں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ہماری energy policy آپ سے بالکل مختلف ہے۔ آپ پاکستان میں surplus ہو جائیں۔ لیکن ہمارے پاس تو جس کا بدمختی سے کوئی distribution system This is the only province نہیں ہے۔ اس سے اور بدمختی کیا ہوگی کہ ہم یہاں چاہے اوج میں پیدا کریں چاہے جکو میں۔ یا کل کہیں اور پیدا کریں۔ ہمارے پاس کوئی سسٹم نہیں ہے۔ ہمیں یہ سسٹم لے کر نیشنل گرڈ میں ڈالنا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اوج 2 جو پانچ سو میگاوات ہے اُس پر ہم سختی سے کام کر رہے ہیں کہ اس میں جتنے ہوں گے، پہلے آپ ہمیں دینے گے، اسکے بعد جو بچ گا اُس پر۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ میں آپ سے frankly کہتا ہوں کہ اس پر ہم کام کر رہے ہیں اور solar offers پر جو ہمارے زمیندار ہیں، اُس پر بھی ہم سنجیدگی سے کام کر رہے ہیں۔ ہمیں مختلف available مل رہے ہیں۔ کچھ loans کی شکل میں کچھ investment کی شکل میں۔ اُس پر ہم bid جائیں گے اور جو بھی ہوگی۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف، ابھی یہ problem نہیں ہو گا۔ کہ ہمارے پاس بھلی نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم بھلی کم قیمت میں پیدا کر لیں۔ اور زمینداروں کیلئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اسکو solar پر لے جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ دو تین مہینے کے اندر ہم انشاء اللہ اس پر پیشرفت کریں گے۔ اور اسکو ہم closely monitor کر رہے ہیں۔ باقی جہاں تک پٹ فیڈر کے حوالے سے دوستوں نے بات کی۔ مسٹر اسپیکر صاحب! آپ بیٹھے ہوئے ہیں، کھوہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ایمانداری سے ابھی تک اپنے حلقوں میں کوئی میٹنگ نہیں کی ہے۔ اب تک پٹ فیڈر پر میں نے کوئی پانچ، چھ میٹنگیں آپ دوستوں کے ساتھ کی ہیں۔ جو کچھ آپ لوگوں نے کہا ہے۔ میں نے اُسی طرح کیا ہے۔ لیکن گندھ کو آپ

جانتے ہیں۔ میں اس floor پر نہیں بول سکتا ہوں۔ اگر بولوں، تو پھر اسمیں الزام تراشی ہو گی۔ میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ آپ لوگوں نے کہا" کہ جی! breaches ہوئے ہیں"۔ ہم نے دو دفعہ Secretaries کو بھیجا۔ پھر آپ نے کہا "وہ جھوٹ بولتے ہیں"۔ ہم نے آپ کے کہنے پر sir۔ عبدالسلام بابے جو بلوچستان کا best engineer irrigation کا۔ ہم نے انکو بھیجا۔ کہ آپ جا کر انکی انکوارٹری کریں"۔ انکوارٹری کا نتیجہ یہ تکلا" کہ وہاں breach ہو گیا"۔ اور صبح میں نے اخبار میں پڑھا۔ میں نے کہا" یار! بارش تو نہیں ہوئی تھی breach کہاں سے ہوا"۔ کہتا ہے "جی! بعد میں ہمیں پتا چلا یہ breaches تو ان لوگوں نے کیے۔ کیونکہ انکی quality of works اچھی نہیں تھی"۔ اچھا! دوسرا جانب سے جو ہم نے پوچھا۔ کہتا ہے "جی! دو tribes کا کام یہی ہے کہ وہ لڑیں گے اور پٹ فیڈر کو توڑ دینگے"۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کھوسو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ breaches ان سرکاری افسروں نے کیے یا ان ٹھیکیداروں نے کیے۔ یا اس علاقے کے زور اور زمینداروں نے کیے۔ آپ مجھے نام دے دیں اُنکے خلاف، کیونکہ یہ توبات نہیں ہے نا۔ یہ تو crime ہے۔ آپ میری مدد کریں۔ بجائے یہ کہ میں، کیونکہ مجھے تو اسکی investigation کرنی ہے۔ کہ آپ یہاں team بھیج رہے ہیں۔ وہاں سے وہ بہہ رہا ہے۔ کوئی جا کر اسکو blast کر لیتا ہے۔ تو یہ ایک سمجھدہ مسئلہ ہے۔ اور پٹ فیڈر میں، دو دن سے میں اسکو monitor نہیں کر رہا ہوں۔ ساری چار ہزار کیوں کفٹ جو اُسکی flow ہے۔ This is the maximum level. جو اُسکی maximum level ہے، اُسیں اسوقت گزرا رہا ہے۔ میں پٹ فیڈر کو monitor کر رہا ہوں۔ اور آپ کے دوسرے نالے (کیر تھر) سے کوئی اٹھارہ سو کیوں کفٹ پانی بہہ رہا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں، میں اُسکی وقتاً فوقاً Update خبر لے رہا ہوں۔ ہر دو، تین دن میں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پٹ فیڈر میں۔ اب پٹ فیڈر میں carry کرنے کی، raise کرنے کی۔ فیڈرل گورنمنٹ سے لیتے ہیں اب بیٹھ کر سات ارب روپے کا 1-C.P. ہوا ہے، اسکو raise کرنے کی۔ فیڈرل گورنمنٹ سے لیتے ہیں یا یہیں سے آپ لوگ دے دیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ ہاں البتہ میں اس چیز کی گارنٹی دونگا کہ جو کام، جو پانچ کروڑ کی releases ہم نے کیتے ہیں۔ اُس میں اگر کوئی ہیرا پھیری ہوئی تو میں ذمہ دار ہوں۔ maintenance کیلئے ہم نے دس کروڑ، آپ لوگوں کے کہنے پر وہاں بھیجے ہیں۔ اگر وہ ٹریکٹر اور ٹرالی ٹھیک نہیں ہوئی تو یہ corruption ہو گی اسکا ذمہ دار میں ہوں۔ 70 کروڑ جو لے گئے ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی بتا ہے کہ کون لے گئے؟ میں اُسکی investigation کروں گا۔ جو بھی آیگا اُس میں وہ ذمہ دار ہو گا۔

قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ میرے دوست نے بجٹ implementation کے حوالے سے کچھ باتیں کیں۔ یقیناً یہ بجٹ اب ہم اس پر implement کریں گے۔ چونکہ سردار صاحب یہاں نہیں تھے۔ ہم کل ایک کمیٹی، جو ایک procedure ہے۔ میں یہاں ہوں، جعفر خان صاحب سے بھی ہماری بات ہوئی تھی۔ اور یہ چیزیں انشاء اللہ جو ہم نے commitment کی ہیں۔ جو بجٹ ہم نے پیش کیا ہے۔ ہم اُسکو من و عن، یہ نہیں ہوگا کہ جون آیگا اور کوئی implementation نہیں ہوگی۔ ایسا نہیں، ہم آپکو assure کرتے ہیں کہ جتنے پیسے آپکے، آپ نے اجازت دی ہے، ان مددات پر انکو ہم خرچ کریں گے۔ باقی ایک چیز جو میرے ذہن سے نکل گئی۔ لیاقت آغا نے نشاندہی کی۔ ہم بالکل، یہ جو حبیب کو شل ہے اُسکو نہیں چھوڑ دیں گے۔ (ڈیک بجائے گئے) حبیب اللہ پاور والے، اُسکو ڈلا کر اسکے ساتھ، یا کہ وہ انسان بنیں۔ کیونکہ وہ تو بلوچستان میں ہے نا۔ جب زمیندار مر رہے ہیں۔ جو emergency power assuring اسکے پاس ہے۔ اُسکو وہ start نہیں کرتا ہے۔ تو وہ کس کام کی ہے؟ تو میں آپکو assurance دیتا ہوں۔ اسیں ہم لیاقت آغا کی ذمہ داری لگادیتے ہیں، بحثیت قومی رکن کے۔ وہ ان چیزوں کو monitor کریں۔ اور جہاں کہیں اُسکو ضروری ہو Chief Secretary کے ساتھ میٹنگ کرنی ہو یا واپڈا کے ساتھ ہم assure کرتے ہیں ”کہ جی! آپ کیوں یہ کر رہے ہیں؟“ پیسے لے رہے ہیں 124,130 میگاوات کے۔ اور دے رہے ہیں 70 اور 80 کے قریب۔ باقی کچھ چیزیں ہیں، میرے دوست سرفراز بگٹی صاحب نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک مشکل دور سے گزر رہے ہیں۔ اور اس مشکل دور میں ہم سب کو contribute کرنا پڑیگا۔ آج جو ہم نے، مطلب بگٹی rehabilitations جو انکی ہیں۔ وہاں جا کر ہم نے، جو لوگ اپنے علاقوں سے نکل تھے۔ انکو ہم دوبارہ آباد کر رہے ہیں۔ میرے سرفراز بگٹی صاحب سے ایک گزارش ہے کہ وہ اپنادل بڑا کریں۔ آپ دونوں ویسا کردار ادا کریں۔ جہاں جو بھی ڈیرہ بگٹی کا ہے۔ وہ جس sub tribes سے ہیں۔ یقیناً میں دشمنیاں ہوتی ہیں۔ مخالفت بھی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بگٹی اسوقت، وہ ایک زمانے سے جب اُدھر نہیں تھے تو ان پر کیا بیتی تھی؟ وہی process اب ان پر بیت رہے ہیں۔ وہ آئینی اور قانونی طور پر، ہم اُنکو اپنے گھروں سے نہیں روک سکتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم تمام بلوچستانیوں کو protect کریں جتنا ہم کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آپکی بھی تجویز ہے۔ ہماری سرکار کی بھی۔ یا دوسرست اسیں understanding کے ہم انشاء اللہ عید کے بعد جو جتنے militants ہیں، cut clear میں میڈیا کو یہ message دینا چاہتا ہوں کہ ہم پارلیمنٹ کے ممبروں پر مشتمل ایک ایسا وفد بنائیں گے۔ جو تمام لوگوں سے

جا کر مذاکرات کریگا۔ چاہے وہ مذہبی بنیادوں سے sectarianism میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ یا جو ہے نال insurgency کے حوالے سے ہیں۔ ہم انشاء اللہ، یہ دونوں جو ہمارے بنیادی issues ہیں۔ ان پر ہم اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ یہی اسمبلی جو بیٹھی ہوئی ہے۔ ان میں سے ہم لوگ بھیجیں گے۔ کچھ لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے قابلی معترین یا ہمارے prominent لوگ ہیں۔ ہم ہر اس شخص کے پاس جائیں گے۔ اور اسے کہیں گے کہ آؤ! بیٹھ کر۔ بجائے بندوق کی نالی سے ہم مذاکرات کی میز پر آ جائیں۔ اور کوشش کریں گے، دیکھیں نا! میں ایمانداری سے کہتا ہوں اپسیکر صاحب! اللہ جانتا ہے کہ میں روزانہ کتنے cases کے compensations پر دستخط کر رہا ہوں۔ ایک جانب وہ لوگ مر رہے ہیں۔ اُنکے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ دوسری جانب بلوچستان کا بجٹ لاءِ اینڈ آرڈر پر جارہا ہے۔ روزانہ ہم دس بارہ cases، دو کروڑ، تین کروڑ، چار کروڑ compensations کے لئے دے رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ اپوزیشن ہو یا ٹریشوری، یہ تمام چیزیں ہم بیٹھ کر negotiations شروع کریں گے۔ اور یہ جو کھببوں کے مسئللوں پر آج بھی ہم نے میٹنگ کی۔ چوبیس کھببے ہیں، جو اسوقت ٹارگٹ ہوتے ہیں۔ انکو ہم کس طرح protect کریں گے؟ اُس پر بھی واسع صاحب! ہم نے ذمہ داریاں دی ہیں۔ جن لوگوں نے ذمہ داری نہیں نبھائی انکو suspend کرو۔ تو میں تمام دوستوں کا مشکلہ ہوں کہ انہوں نے مجھے سنتا۔ اور ہم سب ملکر کوشش کریں گے جو گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اس گورنمنٹ کو own کریں۔ جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپوزیشن کے نقطہ نظر پر اسکو own کریں۔ یقیناً یہ ہمارے مشترکہ مسئلے ہیں چاہے بھلی ہو چاہے لاءِ اینڈ آرڈر ہو۔ ہم سب کو ملکر انکو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور میں آپکا بہت مشکلہ ہوں۔ اور اپنے تمام coliations کے دوستوں سے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، کہتا ہوں کہ کل جو election ہو رہے ہیں اُس میں ہمیں زیادہ سے زیادہ، جتنے ہم ہو گئے party affiliation کو ہم ممکن بنائیں۔ کیونکہ یہ جمہوریت ہے۔ اور جمہوری عمل پر چونکہ ہمارا یقین ہے۔ انہی گزارشات کے ساتھ آپ سب کی مہربانی۔

**جناب اپسیکر:** شکریہ ڈاکٹر صاحب! یہ Not after the Leader of the House. یہ تو پھر چیزیں After the speech of the Leader of the House. against close ہوتی ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں کچھ چیزیں اسلئے لاوٹا بھی بھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب کو میں نے دیکھا ہے As a tolerant progressive یہ جو مولا ہے ابھی آپکا یہ wait ہے۔ اور Adjournment Motions لائے تھے۔

میں نے کہا point of order پر میں گنجائش دوں گا۔ اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ نے سارے House کو اعتماد میں لیا۔ آپ نے سارے بلوچستان کو اعتماد میں لیا کہ یہ updated ہے بھی۔ بجلی کی یہ position ہے۔ یہ law and order آپ کے position میں ہے یا نہیں؟ یہ ایک طریقہ ہے جو سینٹ میں بھی اپناتے تھے۔ جہاں ہمیں پھر ازام لگتا تھا کہ جان جمالی آپ نے سینٹ کو بلوچستان ہاؤس بنادیا ہے۔ آپ وہاں بھی بولتے تھے۔ ہم سے کہتے تھے کہ بولیں۔ ڈاکٹر صاحب! بلوچستان کا case plead کریں۔ تو یہ ابھی آپ آگئے ہیں power میں۔ تو آپ کی progress approach tolerance اور میں فرق tolerance میں فرق نہیں آنا چاہیے۔ ایک تو یہ گزارش تھی۔ دوسری بات کل منون حسین صاحب کا انتخاب ہے۔ مقابله و جیہہ اللہ یعنی حسین صاحب۔ ہم منون حسین صاحب کے بہت مشکور ہوتے، ہماری بلوچستان اسمبلی کے 65 ممبر ہیں۔ یہ واحد صدارتی ایکشن ہے جسمیں ہماری برابری ہوتی سب کے ساتھ و وٹوں کی اگر بلوچستان آجائے ووٹ مانگنے تو یہ بہت اچھی روایت ہوتی۔ وہاں صرف دوسروں میں پھرتے رہے۔ اور ایم کیو ایم کے پاس بھی گئے جو کل تک اُنکی بُنٽی نہیں تھی،۔ یہ میں آپ کے نوٹس میں اسلئے لارہاؤں۔۔۔ (مدخلت) جی! تو میں آپ کے نوٹس میں اسلئے لارہاؤں کہ ہم cross تو لگائیں گے منون حسین کے ووٹ پر۔ ہاں اگر رضاربانی صاحب لڑ رہے ہوتے تو آپ کے لئے بھی مشکل ہوتی اور میرے لیئے بھی۔ وہ ہمارے ذاتی دوست ہیں۔ ووٹ مانگنے آتے، کم نہ ہو جائیں۔ کل اپنا پہلا result ادھر سے لیکر پھر چلے جائیں Parliament House اسلام آباد۔ اس سے پہلے تو میں کچھ کلمات مکمل کرتا ہوں۔ اب اسمبلی کا اجلاس کل بروز منگل مورخہ 30 جولائی 2013ء بوقت صبح 10:00 بجے تک صدارتی ایکشن کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ تا ہم صدارتی انتخاب کے اختتام و نتیجہ کے اعلان کے بعد اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی تھوڑا ہو گا۔ The House stands prorouged following Presidential Election .

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

ختمن روشن

